SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, March 27, 2003

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at six in the evening with Mr. Chairman (Mr. Muhammadmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فمالکم فی المنافقین فئتین واللہ ارکسھم بما
کسبوا - اتریدون ان تھدوا من اضل اللہ- و من
یضلل اللہ فلن تجد لہ سبیلاً-
تو کیا سبب ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو
گروہ ہو رہے ہو حالانکہ خدا نے ان کو ان کے کرتوتوں
کے سبب اوندھا کر دیا ہے - کیا تم چاہتے ہو کہ

جس شخص کو خدا نے گمراہ کر دیا ہے اس کو رستے پر
لے آؤ ۔ اور جس شخص کو خدا گمراہ کر دے تم اس
کے لئے کبھی بھی رستہ نہیں پاؤ گے ۔ (النسآء ۸۸)

جناب بابر خان غوری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد ۔ غوری صاحب،

there are two minor administrative items.

FATEHA

جناب بابر خان غوری: میں دعا کے لئے کہہ رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین: اچھا۔

جناب بابر خان غوری: ہمارے سابق سینیٹر جناب مصطفٰے کمال شہید ہو گئے ہیں ۔ ایک سابق ایم این اے صدیق کانجو صاحب، مصحف علی میر صاحب اور ان کے ساتھ دیگر لوگ حادثے میں ہلاک ہوگئے ہیں۔ ہمارے ایک سابق ایم پی اے خالد ولید صاحب وفات پا گئے ہیں ۔ میں چاہوں گا کہ ہاؤس ان کے لئے دعا کرے۔

جناب چیئرمین: مولانا سمیع الحق صاحب! آپ دعا کرا دیں ۔

مولانا سمیع الحق: مولانا گوہر الرحمان صاحب وفات پا گئے ہیں ۔ سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ مولانا عبدالستارخان نیازی صاحب اور جو دیگر ساتھی وفات پا چکے ہیں، ان کے لئے دعا کی جائے ۔ یہ دل کی بات ہوگی کہ جو شہداء عراق میں شہید ہو رہے ہیں، ان کے لئے بھی تہہ دل اور اخلاص سے دعا کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

ایک معزز رکن: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: دو منٹ ۔ میں پہلے یہ دو administrative items لے لوں

then I will come to the point of order.

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

Mr. Chairman: In pursuance of sub-Rule (i) of Rule 14 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members, in order of precedence, to form a panel of presiding officers for the second session of the Senate of Pakistan:-

(i) Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder.

(ii) Mr. S. M. Zafar.

(iii) Maulana Sami-ul-Haq.

APPOINTMENT OF LEADER OF THE HOUSE

Mr. Chairman: Item No. 2 - Appointment of the Leader of the House in the Senate.

Rule 2(1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 provides that the Leader of the House shall be the Prime Minister or a member appointed by him, to represent government and to regulate Government Business in the Senate, when the Prime Minister is not sitting in the House. The Prime Minister has accordingly been pleased to appoint Mr. Wasim Sajjad, Senator, to act as Leader of the House, on behalf of the Prime Minister, to represent government and to regulate Government Business in the Senate.

ذرا وسیم سجاد صاحب بات کرلیں. Shaikh Rashid Sahib is attending to that.

POINT OF ORDER: RE: AN AGREEMENT TO RUN THE HOUSE

جناب وسیم سجاد: جناب چیئرمین میں آپ کی اجازت سے چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں جیسا کہ جناب کو علم ہے کہ آج کا یہ session requisition کیا گیا تھا اور حزب

اختلاف کے اراکین، جنہوں نے یہ session requisition کیا تھا' اس میں انہوں نے دو items لکھے تھے جن پر وہ بات کرنا چاہتے تھے۔ایک LFO کا معاملہ ہے اور دوسرا عراق کی صورت حال' عراق کی صورت حال ایسی ہے کہ دونوں جانب کے سب اراکین اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ حزب اختلاف کے جو مختلف گروپس کے لیڈر صاحبان ہیں' ان سے میری ملاقات ہوئی تھی۔اس ملاقات میں کچھ چیزیں طے ہوئی ہیں جو میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔جو understanding ہوئی وہ یہ ہے کہ آج کی جو normal کارروائی ہے' اس کو باقاعدہ suspend کیا جائے تاکہ عراق کی صورت حال پر باقاعدہ discussion ہو سکے۔ اس کے لئے پہلے تو یہ ہے کہ ایک suspension کا motion move ہوگا جو میرے خیال میں انور بھنڈر صاحب move کریں گے ۔ اس کے بعد عراق کی صورت حال پر discussion کے لیے ایک motion آئے گی کہ عراق کی صورت حال کو discuss کیا جائے۔اس سے قبل حزب اختلاف کے جو چھ اراکین ہیں وہ LFO پر اپنا Point of view ریکارڈ کریں گے۔اور وہ مختصر دو دو منٹ بات کریں گے اور ہماری جانب سے بھی دو حضرات اس پر اپنا نقطہ نظر بیان کریں گے۔ یہ ایک مختصر کارروائی ہوگی اور اس کے بعد عراق کی صورت حال پر باقاعدہ بحث شروع ہو جائے گی۔ یہ صورتحال میں جناب کی خدمت میں پیش کرنا چاہ رہا تھا۔

جناب چیئرمین: جی ثناء اللہ بلوچ صاحب۔

RE: DIRECT TELECAST OF SENATE PROCEEDINGS

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں سینیٹ کے پہلے اجلاس کو chair کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔امید ہے کہ آپ کی موجودگی میں اور آپ کی شفقت سے سینیٹ کا پہلا اجلاس انتہائی پرخلوص انداز میں 'مساوات' اور برابری کے حوالے سے چلے گا اور سینیٹ کے حوالے سے ایک نئی روایت قائم ہو گی۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ'

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ' آئین کے آرٹیکل ۵۹ کی جانب کراؤں گا جس کی رو سے سینیٹ اس ملک کا سب سے بالادست ادارہ ہے لیکن بڑے

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ۱۲ مارچ کو جو oath taking ceremony ہوئی اور یہاں پر اراکین نے اپنے جذبات، خیالات اور احساسات کا اظہار کیا تو PTV اور وزارت اطلاعات و فروغ ابلاغیات نے، اسے مکمل طور پر، یکسر طور پر نظر انداز کیا۔ نہ تو سینیٹ کی کارروائی براہ راست دکھائی گئی، نہ اس کی ریکاڈنگ پاکستان کے عوام کو دکھائی گئی تاکہ وہ اس بات سے آگاہی تو رکھتے کہ ا ن کے منتخب سینیٹر صاحبان نے کیا کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ میں اس ایوان کے تمام معزز اراکین کی جانب سے جناب چیئرمین، یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلے میں خصوصی ruling دیں۔ اگر سینیٹ کے ساتھ پی ٹی وی کا اور وزارت اطلاعات و فروغ ابلاغیات کا یہی سوتیلاپن جاری رہا تو میرے خیال میں سینیٹ کی حیثیت کسی ضلعی یونین کونسل جیسی ہوگی۔ اس ادارے کے تقدس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر عائد ہوتی ہے۔ یہاں پر منسٹر آئے ہوئے ہیں۔ ان کو کم از کم آپ رولنگ دیں اور پابند بنائیں کہ آئندہ سینیٹ کی جو بھی کارروائی ہوگی، بغیر edit کئے ہوئے اس کی ریکارڈنگ براہ راست پاکستانی عوام کو دکھانے کا بندوبست کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شیخ رشید احمد صاحب۔

شیخ رشید احمد۔ جناب چیئرمین ! سینیٹ کا وقار بہت بلند ہے۔ اس کی صلاحیتیں اور اس کی کارکردگی اثرانگیز ہے لیکن بعض حالات ایسے ہیں کہ اس کو live دکھانا۔۔۔ اور اس کے اگر آپ اخراجات اٹھالیں تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔ بعض معاملات جس وقت settle ہوگئے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی live دکھانے کا پروگرام بنایا جائے گا۔

دوسری بات جناب چیئرمین، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ماشاء اللہ صحافی حضرات کی تعداد بہت زیادہ ہے اور سیٹیں کم ہیں۔ اگر آپ یہ رولنگ دیں کہ official staff سامنے والی گیلری میں بیٹھے تو ان کے لئے گیلری میں ساری کی ساری سیٹیں پوری ہو جائیں گی۔ آج کے بعد official staff وہاں نہ بیٹھا کرے اور باقی وہ وہاں سارے بیٹھیں۔ شکریہ۔

MOTION RE: SUSPENSION OF RULES

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 the requirements of the Rules 22, 26, 27,38, 76 and 120 of the said Rules be dispensed with, in order to discuss the most burning issue of Iraq.

Mr. Chairman: It has been moved that under Rule 236, of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirements of the Rules 22, 26, 27, 38, 76 and 120 of the said Rules be dispensed with, in order to discuss the most burning issue of Iraq.

(the motion was carried)

شیخ رشید احمد - جناب چیئرمین ! وہ گیلری کا میں نے کہا تھا۔ مہربانی کر کے رولنگ دے دیں۔

جناب چیئرمین: جناب شاہد اقبال صاحب ! جو ہمارے اپنے officials ہیں they can move ابھی میرے خیال میں جرنلسٹ کھڑے ہیں تو ابھی سے کردیں - جی رضا ربانی صاحب -

RE: LEGAL FRAMEWORK ORDER

میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! آج کا جو یہ اجلاس ہے یا جو یہ سینیٹ معرض وجود میں آئی ہے، اس نے ہر طریقے سے ایک نئی تاریخ بنائی ہے - سب سے پہلے تو ساڑھے پانچ مہینے کے طویل عرصے کے بعد پارلیمان مکمل ہوا اور سینیٹ کے الیکشن ہوئے۔ اس کے بعد پاکستان کی پارلیمان کی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ایک ابتدائی اجلاس، جس کو بلانے کی ذمہ داری حکومت کی ہے، حکومت نے نہیں بلایا بلکہ حزب اختلاف نے اس کو requisition کیا۔ اس اجلاس میں آج ہم یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ متحدہ اپوزیشن کا ایل ایف او کے سلسلے میں وہی موقف ہے کہ ہم ایل ایف او کو 1973ء کے آئین کا حصہ نہیں سمجھتے۔ ہمارا یہی

موقف آج بھی برقرار ہے کہ جس وقت تک حکومت اس بات کو واضح نہیں کرتی کہ LFO 1973ء کے آئین کا حصہ نہیں ہے یا اسے withdraw نہیں کرتی، پارلیمان کی کارروائی کو ہم آگے نہیں چلنے دیں گے۔ یہ ایک requisitioned اجلاس تھا اور requisition متحدہ اپوزیشن نے کی ہے اور آج پوری دنیا میں عراق کی سنگین صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے، کسی حکومتی business کو floor پر take up کئے بغیر، متحدہ اپوزیشن نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ان اجلاس میں، اس پر بحث کی جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد۔ جناب چیئرمین! میں بھی اس موقع پر اپنے، اپوزیشن، قوم اور خصوصیت سے وکیل برادری، بار کونسلز، تمام bar associations کے اس موقف کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایل ایف او دستور کا حصہ نہیں، دستور کا حصہ نہیں بن سکتا جب تک کہ پارلیمنٹ، یہ دونوں ایوان اس پر غور کرکے اس میں جن چیزوں کو قابل قبول سمجھتے ہوں اختیار کرلیں اور باقی کو رد کر دیں۔ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت دستوری اعتبار سے قوم کے سامنے، پارلیمنٹ کے سامنے دو بنیادی سوال ہیں۔ پہلا اور سب سے اصولی سوال یہ ہے کہ کیا کسی فرد واحد کو، وہ کوئی بھی سہارا لے رہا ہو خواہ وہ emergency کا ہو یا Provisional Constitutional Order کا ہو یا عدالتی فیصلے کا ہو، یہ اختیار ہے کہ وہ دستور میں ترمیم کر دے۔ transition کے phase میں، constitutional deviation کے دور میں، بلاشبہ صاحب اقتدار کچھ ایسے اقدام کر سکتے ہیں اور کرتے رہے ہیں لیکن فیڈرل کورٹ جو 1955 highest court میں تھی، یوسف پٹیل کیس میں یہ اصول طے کرچکی ہے؛ اور یہ اصول ساری دنیا میں مسلمہ ہے کہ جسے خود قانون سازی کا اختیار نہ ہو، وہ کسی کو قانون سازی کا اختیار نہیں دے سکتا اور صرف legislature ہی وہ ادارہ ہے، constituent assembly ہی وہ ادارہ ہے جو قانون یا دستور بنا سکتی ہے یا indemnify کر سکتی ہے اور constitutional deviations کے دور کو صرف ایک constituent assembly یا legislature proper indemnity دے سکتی ہے۔ یہ بہت بنیادی اصول ہے۔ اس پر ہم ہرگز compromise نہیں کرنا چاہتے۔ اگر اس پر ہم نے یا ان

پارلیمنٹ نے یا اس قوم نے صحیح فیصلہ نہ کیا تو اس کے ساری تاریخ پر بڑے دور رس اثرات مرتب ہوں گے ۔

دوسری بات، جہاں تک ایل ایف او کا تعلق ہے ، اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جو قابل قبول ہیں۔ ہم ضد نہیں کرنا چاہتے۔ ہم بات چیت کرنا چاہتے ہیں اور جو چیزیں قابل قبول ہیں یا جن پر عمل بھی ہو چکا ہے انہیں قبول کیا جائے، جو ناقابل قبول ہیں ان کو رد کیا جائے اور جو اصلاح طلب ہیں ان کی اصلاح کی جائے۔ یہی وہ راستہ ہے ۔ اس کے بعد پھر ماضی کے جس دور سے ہم نکلے ہیں اس کو indemnify کر دیا جائے۔ اس کے لئے گفتگو کا آغاز بھی ہوا ہے۔ اس لئے ہم یہ بات کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپنے موقف پر قائم ہیں ، قائم رہیں گے البتہ عراق کا مسئلہ اتنا اہم ہے اس ملک کے لئے بھی ، مسلم امت کے لئے بھی اور پوری دنیا کے لئے بھی کہ اس سیشن میں ہم اپنے protest کا اظہار کر کے پوری طرح چاہتے ہیں کہ اس ایوان میں اس موضوع پر بحث ہو اور خدا کرے کہ یہ ایوان قوم کی آواز کو ایک متفقہ قرارداد کی شکل میں قوم اور دنیا کے سامنے پیش کر سکے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ، مولانا شاہ احمد نورانی صاحب!

مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے یہ موقع فراہم کیا کہ وہ حضرات کہ جن کا تعلق ایل ایف او کے سلسلے میں ایک خاص موقف سے ہے، اپنے خیالات کا اظہار کریں ۔ میں بھی اس سلسلے میں اپنی حقیر سی رائے اس ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ پاکستان میں بڑی عظیم جدوجہد کے بعد 1973 کا آئین تشکیل پایا جس میں تمام صوبوں کے مقتدر نمائندے اور مقتدر شخصیات نے شرکت کی اور ان کے دستخط اس پر ثبت ہیں ۔ یہ ایک متفقہ آئین تھا جو قوم کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار 1973 میں دیا گیا۔بد قسمتی سے اس سلسلے میں بعض حضرات نے اپنی پسند اور ناپسند کو ملحوظ رکھا۔ جس طرح کوئی شخص اپنے لئے، اپنے وجود کے مطابق کوئی لباس تیار کراتا ہے انہوں نے دستور کو بھی اپنی ذات سے منسوب کرنے کے بعد اپنی ذات کے مطابق اس کو بنانے کی کوشش کی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کوشش کی جتنی بھی مذمت کی جائے وہ کم ہے۔

ایک متفقہ 1973 کا دستور ہمارے پاس موجود ہے۔ دنیا کے کسی بھی دستور کے متعلق ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کوئی مقدس دستاویز ہے لیکن جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ دستور عوام کی معاشی، معاشرتی، سماجی، اخلاقی اور روحانی اقدار کا ترجمان ہوتا ہے اور یہ قوم کے لئے اس کے اتحاد کی ایک علامت ہوتا ہے۔ اتحاد کی اس علامت پر اگر کسی قسم کا چھاپہ مارا جائے تو یہ قوم کے ساتھ ایک بہت بڑی بے وفائی ہے۔ 1973 کے دستور میں ترمیم کا ایک طریقہ کار مقرر ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ 2/3 اکثریت سے اس میں ترمیم کی جائے لیکن افسوس ہے کہ اس عمل کو اختیار نہیں کیا گیا اور پارلیمنٹ سے بالا ہی بالا اس دستور میں Legal Framework Order شامل کر دیا گیا۔ ظاہر ہے وہ Legal Framework نہیں ہے وہ تو Illegal Framework ہوا اور illegal order بھی ہوا۔ اس کی کوئی دستوری، قانونی اور اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔

جناب! 1973 کے دستور کے بارے میں حزب اختلاف کا موقف بالکل واضح ہے کہ دستور میں اگر دستوری طریقے سے ترامیم کی جائیں تو ہم ماننے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔ یہ حزب اختلاف کا موقف ہے کہ اگر کوئی اچھائی آتی ہے کسی بھی جانب سے، خواہ وہ حکومت کی جانب سے آئے یا عوام کی جانب سے آئے تو اس کو اختیار کر لینا چاہیئے اور اگر کوئی چیز ایسی ہے جو غیر دستوری ہے، غیر اخلاقی ہے اور غیر قانونی ہے، اس کا کوئی جواز بھی نہیں ہے تو ظاہر ہے اس کو مسترد کر دینا چاہیئے۔

اپنا یہ احتجاج رجسٹر کرانے کے بعد، میں، انشاء اللہ عراق کے سلسلے میں جو قرار داد پیش کی جانے والی ہے، اس کے سلسلے میں پھر اپنی معروضات عرض کروں گا۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اسفندیار ولی صاحب۔

Mr. Asfandyar Wali: Mr. Chairman Sir, first of all let me congratulate you on occupying the seat. You are now sitting up there, Mr. Chairman are you not? You don't belong to any political entity or any side of the aisle. We all look up to you to safeguard our rights.

جناب چیئرمین! دو arguments ہمیں ملتے ہیں، جب ایل ایف او پر بات آتی ہے،

ایک طرف سے تو چلا چلا کے یہ کہا جاتا ہے کہ سپریم کورٹ نے ہمیں اختیار دیا کہ ہم آئین میں ترمیم کریں۔

Sitting up there Mr. Chairman sir, just now you have read out two orders. One was the appointment of Mr. Wasim Sajjad as Leader of the House and if I remember, you said that the Prime Minister have the right and the authority to appoint the person, who is going to represent him on the floor of the House. And No.2 you named the panel of Presiding Officers, for the ongoing session. Now supposing, if I get up from my seat, and here I nominate the panel of Chairmen, would you accept this? Could anyone here sitting in this House accept this? No. They will just turn around and tell me, because you do not have the authority yourself, therefore you can not take and give that authority to someone else. Here the basic question comes Mr. Chairman sir, does the Supreme Court itself have the authority to amend the Constitution or is the authority of the Supreme Court......

(اذان مغرب)

Mr. Chairman: I think, we will adjourn for Maghrib prayer and re-assemble after15 minutes.

(The House was then adjourned for Magrib prayers)

(نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ جناب چیئرمین(جناب محمد میاں سومرو) کی صدارت میں شروع ہوئی)

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ اسفندیار ولی صاحب۔

جناب اسفند یار ولی: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں تو start ہی ہوا تھا۔ جب top gear میں گیا تو گاڑی بند ہوگئی۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنے arguments کو build

up کر لوں۔ جناب چیئرمین! عرض میں یہ کر رہا تھا کہ آپ کے اپنے اختیارات ہیں۔ ہم یہاں نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے اپنے اختیارات ہیں۔ کسی صورت میں آپ یا قوم ان لوگوں کو، جو یہاں نیچے بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اختیار دینے کا حق ہمیں کبھی نہیں دیں گے جو آپ کے اختیارات ہیں۔ کیا سپریم کورٹ کے پاس حق ہے کہ وہ Constitution میں amendments کرے۔ نہیں ہے۔ آئین میں واضح ہے کہ سپریم کورٹ صرف اور صرف آئین کی interpretation کرے گی۔

جناب چیئرمین! ہم ایک ایسا ملک ہیں جو مڑکر اپنی تاریخ پر نظر تو ڈال لیتے ہیں، تاریخ میں جو غلطیاں کی ہوتی ہیں ان غلطیوں کی نشاندہی بھی کر دیتے ہیں لیکن جناب چیئرمین! افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بھی قسم ہم نے اٹھائی ہے کہ ان ہی غلطیوں کو ہم نے دوبارہ بھی کرنا ہے۔ ان غلطیوں کی وجہ سے آج ہم یہاں تک ہم آ پہنچے۔ جناب چیئرمین! یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں government benches سے درخواست کروں گا کہ یہ انا کا مسئلہ نہیں ہے۔ government benches نے magnanimous ہونا ہے۔ اپوزیشن magnanimous نہیں ہو سکتی ہے۔ جو طاقتور ہے اس نے magnanimous ہونا ہے۔ کمزور بندہ کیا magnanimous ہو سکتا ہے۔ یہ argue کرتے ہیں کہ اگر تم لوگوں کو L.F.O. پر اتنا اعتراض تھا تو L.F.O. کے تحت الیکشن میں حصہ کیوں لیا؟ جناب چیئرمین طاقتور Rules of the game بناتا ہے۔ پھر تو ہمارے سامنے دو options ہیں یا تو ہم کہیں کہ اچھا ہم game سے آؤٹ ہوئے یا ہم اسے کہیں کہ نہیں تمہارا Rule of the game کہتا ہے تو آکر، اسی پارلیمنٹ میں بیٹھ کر، اسی 1973 کے آئین کی بالادستی کی لڑائی ہم نے لڑنی ہے۔ ہم جو یہاں اپوزیشن میں بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے آج یہ badges لگائے ہیں، ہم سب ان لوگوں میں سے ہیں جناب چیئرمین، جنہوں نے یہ کہا ہے کہ ان Rules of the game کے تحت ہم یہاں آئے ہیں لیکن وہ Rules of the Game غلط تھے۔ آج ہماری یہ کوشش ہو گی کہ وہ Rules of the game ہم بدل دیں۔ جناب چیئرمین! عجیب سا لگتا ہے، جمہوریت ہو اور وہاں پارلیمنٹ کی بالادستی نہ ہو۔ ایک فرد واحد جو پارلیمنٹ کو جوابدہ نہیں ہے، بیٹھ کر اپنے فیصلے کرتا ہے۔ جمہوریت کی ایسی definition تو میں نے کسی ڈکشنری میں نہیں دیکھی۔ کوئی اگر مجھے بتا دے تو میں مشکور رہوں گا۔

جناب چیئرمین! اس خطے میں اور خاص کر عراق میں جو کچھ ہو رہا ہے، اس کے لئے

آج میں مشکور ہوں وسیم سجاد صاحب اور ان کی ٹیم کا کہ انہوں نے بھی اس مسئلے کی نزاکت کو سمجھا۔ لڑائی اپنی جگہ ہے، ہمارے ہاں جب دو قبیلے لڑتے ہیں اور باہر سے کوئی دشمن آتا ہے تو آپس میں ceasefire کر لیتے ہیں۔ جس کو ہم ٹیگا کہتے ہیں کہ یہ ٹیگا ہے۔ اس کی violation کوئی نہیں کرتا۔ یہ وہی ceasefire ہے۔ جب بھی یہ باہر کا مسئلہ ختم ہو تو وہ اپنا ceasefire ختم کر دیتے ہیں۔ اس کے بعد آپس میں پھر لڑیں گے۔ thank you very much sir

جناب چیئرمین، اسحاق ڈار صاحب!

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Thank you Mr. Chairman. Without repeating the unpleasent reasons why we did'nt participate in the election of the Chairman and the Deputy Chairman, I would like to avail this opportunity to compliment and felicitate you on the assumption of the office of the Chairman of the Senate. And also through you Mr. Chairman, I would extend my heartiest congratulation, formally, once again to the Deputy Chairman of the Senate. Mr. Chairman, it is your duty to ensure that this House is sovereign which and independent, can function without any influence from the treasury benches. I avail the opportunity to compliment the former Chairman Mr. Wasim Sajjad, who did a wonderful work and set a very high precedent and it will be a difficult job for you to follow in the years to come. I can rightly take pride that it was our political party which nominated Mr. Wasim Sajjad and he has always, from the day he assumed the office, proved himself to be a non partisan in this House. Although I was not a member of this House, but I had been participating in proceedings of the House as a member of the Cabinet. I once again compliment Mr. Wasim Sajjad for his wonderful

job which he did as former Chairman of the Senate.

Mr. Chairman, as you are aware, the opposition has a very clear stand on the Legal Framework Order. It was promulgated through a Presidential Order on 21st of August 2002 and it was done under the PCO 1999, which itself was imposed in this country by one individual. So there is no common sense, what to talk of law or constitutional provisions that one single person can introduce massive changes in a Constitution of a country which is the governing document for the entire nation of 140 million people. Mr. Chairman, there have been two cases of Zafar Ali Shah and Qazi Hussain Ahmed. We have observed in Mr. Zafar Ali Shah case, which was decided in May 2000. The five hundred page judgement includes last 16 or 17 pages of restrictions which clearly instruct that all concerned must follow the Constitution. It is only under unavoidable circumstances, where you cannot avoid to introduce an amendment. You cannot change the basic infrastructure, the basic outline of the constitution of 1973.

Mr. Chairman, the 1973 constitution was subverted and extra constitutional amendments were introduced. Various acts of Yahya Khan were endorsed through introduction of Clauses 269 and 270 of the Constitution. Then we saw General Zia-ul-Haq introducing various amendments and I think he was intelligent enough that he made sure before he left the office, that one day every body has to leave the office, including General Musharraf and yourself. He made sure that his all acts which were extra constitutional and illegal were endorsed and were ratified

and indemnified through Clause 270(A) of the Constitution. There are a number of legal experts in the treasury benches with prominent lawyers and the Barristers I think they are good friends of General Musharraf. They should advise him to bring LFO in order to have this to be a part and parcel of the Constitution, subject to the ratification whichever clauses are acceptable to the Parliament. Otherwise they are throwing their boss or their President because I call him General Musharraf. To me, he has not been elected as a President. They are creating the possibility of an act by the sovereign Houses of this country against him at the appropriate time of their release under clause 6 of the Constitution. I think, it would be very wise and I suggest, from the Opposition Benches that a sense should prevail and the L.F.O, should be brought as a package of amendments and whatever both the Houses would approve or include in the Constitution, that would be a very fair thing.

Sir, I do not want to take very long I just want to reiterate that when we took oath, we made it very clear that we are taking oath under Constitution which was present, as in the form on 12th of October, 1999. There was reason for that. For the 1973 Constitution, various Amendments were introduced by General Zia-ul-Haq. Those were partially changed, later on during 1997-1999 by the sovereign Parliament of this country and the 8th Amendment was done away with. So, the Opposition Members took oath on the basis of the Constitution which was available in this country as on 12th of October, 1999. I just wanted to put my own views, my party views and the Opposition views on record,

that in view of the situation in Iraq, we have decided to co-operate and take part in the proceedings for the discussion on Iraq. Thank you very much.

جناب چیئرمین: جی امان اللہ صاحب۔

جناب امان اللہ کنرانی: جناب چیئرمین، یہ ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ آج عراقی شہدا کے نام پر ہماری پاکستانی قوم چاہے وہ حزب اقتدار میں ہے، چاہے حزب اختلاف میں، آج ہم پوری دنیا کے سامنے ایک بہت اچھا پیغام دے رہے ہیں کہ ہمارے دل ان کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ہم اپنے داخلی اختلافات بالائے طاق رکھ کر ان کے جذبات اور احساسات میں اپنی آواز کو شریک کر رہے ہیں۔ اگرچہ عملی طور پر ہم اپنی نااہلی پر، اپنی کمزوری پر، شرمندہ ہیں ہم ان عراقی مظلوم عوام کے لئے جن کے اوپر بم برسائے جا رہے ہیں، کچھ نہیں کر پا رہے ہیں۔ مگر ہم اس موقع پر L.F.O ---

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا، L.F.O. کے متعلق جو گزارشات میرے فاضل دوستوں نے کی ہیں، اس کے جواب میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ غالباً یہ طے ہوا تھا کہ عراق پر بحث اس کے بعد ہو گی۔ اگر یہ L.F.O کے متعلق فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

جناب امان اللہ کنرانی: آپ مجھے وہ الفاظ تو نہیں بتائیں گے جو میں استعمال کروں گا؟ وہ میرے اپنے الفاظ ہوں گے۔ جو مجھے time دیا گیا ہے اسے میں consume کروں گا۔ میں آپ کے الفاظ میں، آپ کی زبان میں نہیں بولوں گا۔ میری اپنی زبان ہو گی۔

ایک معزز رکن: جس purpose کے لئے طے ہوا ہے---

جناب امان اللہ کنرانی: میں اس پر آ رہا ہوں۔ میں اپنی گفتگو اپنے انداز سے کروں گا۔ میری گزارش ہے کہ جناب چیئرمین! آج یہ سہرا بھی آپ کے سر ہے۔ یہ وسیم سجاد صاحب کے سر ہے۔ قوم کی قیادت میں آپ کا نام لکھا جائے گا کہ آپ نے موقع فراہم کیا۔ پہلی مرتبہ فراہم کیا، جب سے یہ سینیٹ وجود میں آیا ہے۔ آپ دونوں کی کاوشوں سے آج حکومت اور opposition متحد ہو کر بین الاقوامی دنیا کو message دے رہے ہیں۔ ہم اپنے اس اختلاف

کو، جس کے badges ہمارے سینے پر لگے ہوئے ہیں ' ان کو نمایاں کر کے پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم اس issue کے علاوہ L. F.O کے اوپر کوئی compromise نہیں کر سکتے کیونکہ آئین کے آرٹیکل238 اور 239 بالکل واضح ہیں کہ آئین میں ترمیم صرف اور صرف پارلیمنٹ کا استحقاق ہے۔ اس میں نہ تو 21 اگست 2002 کا کوئی آرڈر کام آ سکتا ہے، نہ اکتوبر 2002 میں کسی کتاب کو چھاپنے سے آئینی ترمیم ہو سکتی ہے۔

اگرچہ اس ہاؤس کے اندر یہ بات کی گئی کہ متفقہ آئین ہے لیکن ۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ نہیں تھا۔ اس پر بلوچستان کے نمائندوں ' نواب خیر بخش مری اور ڈاکٹر عبدالحئی نے دستخط نہیں کئے ۔ آج بھی وہ ریکارڈ موجود ہے ۔اس کے باوجود کہ ہمارے تحفظات ہیں اور ہم اپنے تحفظات کی اپنے موقع پر بات کریں گے، ہم یہ کہیں گے کہ اس آئین پر جس پر قوم کی اکثریت حمایت کر رہی ہے، ہم بھی ان کے ساتھ ہیں۔ اس آئین پر اختلافات کے باوجود آئین میں سولہویں ترمیم کی شکل میں جمہوری وطن پارٹی نے ایک پرائیویٹ بل بھی دیا ہوا ہے۔ ہم آپ سے ' آپ کے توسط سے ' اس ہاؤس کے توسط سے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ federating units کے تحفظات اپنی جگہ پر ' مگر قوم کی ضرورت ہے کہ اس آئین کو اس آئین کی spirit کے ساتھ رہنے دیا جائے۔اس آئین کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے۔ جس کا یہ آئین مستحق ہے ۔اس کے ساتھ کسی ڈکٹیٹر کو شامل نہ کیا جائے۔یہی وقت کی ضرورت ہے اور یہی ہمارا مطالبہ ہے ۔اس ایل ایف او کا اس آئین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور آئین میں ترمیم اسی طریقے سے ہو سکتی ہے جو آئین کے آرٹیکل ۲۳۸ اور ۲۳۹ میں دیا گیا ہے ۔بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب ' اس کے بعد بھنڈر صاحب !

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین ! جب آپ کا انتخاب ہوا تو اس وقت مجھے موقع نہیں ملا تو سب سے پہلے میں اپنی پارٹی پشتون خواہ ملی پارٹی کی جانب سے آپ کو چیئرمین سینیٹ کی حیثیت سے اور جناب ڈپٹی چیئرمین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب رضا محمد رضا: جناب چیئرمین ! پشتون خواہ ملی پارٹی ' بلوچستان نیشنل پارٹی '

بلوچستان نیشنل موومنٹ اور اس ملک کی پشتون ، بلوچ ، سندھی ،سرائیکی قوموں کی نمائندہ تحریک پونم، تمام پارٹیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے، میں اس ہاؤس میں حزب اختلاف کے تمام محترم قائدین کا ایل ایف او کے حوالے سے جو موقف آیا' اس کی تائید کرتا ہوں اور اس میں اضافہ یہ کرتا ہوں کہ پشتون خواہ ملی پارٹی اور پونم اور اس کی ملک کی تمام قومیں اور چودہ کروڑ عوام ایل ایف او کو جنرل مشرف کے دائمی مارشل لاء اورمستقل فوجی آمریت کا آئینی نظام سمجھتے ہیں۔ ایل ایف او کے تحت اس پارلیمنٹ کے وجود کے کوئی معنی نہیں۔ نیشنل سکیورٹی کونسل ، 58(2)(b) کے تحت اس ملک کا سیاسی اقتدار ، اس ملک کی داخلہ اور خارجہ پالیسیوں کے تمام اختیارات فوجی جرنیلوں کو حاصل ہیں' اس ملک کے عوام کی منتخب پارلیمنٹ کو حاصل نہیں ہیں۔ پارلیمنٹ ، اس کا ایوان بالا اور ایوان زیریں چودہ کروڑ عوام کے منتخب نمائندوں سے تشکیل ہوا ہے اور سینیٹ اس ملک کی قوموں کی برابر کی نمائندگی کا ایک فورم ہے ۔جب تک ۱۲ اکتوبر ۹۹ء کے بعد کے جو بھی اختیارات، جو بھی ترامیم ہیں' جو بھی اقدامات ہیں وہ اس پارلیمنٹ کے سامنے پیش نہیں ہوتے' اس کی منظوری نہیں دی جاتی تو اس کی کوئی آئینی حیثیت نہیں۔

ہم اپوزیشن کی پارٹیاں ایل ایف او نامنظور کے موقف پر سختی سے قائم ہیں لیکن دنیا میں انسانی تاریخ کے بدترین واقعات رونما ہونے کی وجہ سے کہ ایک آزاد ، خودمختار ملک ، ایک اسلامی ملک جس کی سرزمین انبیاء اور اولیاء کی سرزمین ہے۔اس پر سامراجی امریکہ اور برطانیہ کی جانب سے ، اقوام متحدہ کے تمام قوانین ، عالمی قوانین کو پامال کرتے ہوئے' جس بدترین جارحیت اور دہشت گردی کا ارتکاب ہوا ہے' اس کی وجہ سے ہم اپنے اس موقف کو وقتی طور پر چھوڑ کر یہ چاہتے ہیں کہ عراق کے مسئلے پر بحث ہو ۔ عراق پر مسلط کردہ سامراجی جنگ کے خلاف ہماری ایک آواز آئے۔پوری دنیا کے ساتھ شامل ہوکر جنگ فوری طور پر بند کرانے اور عراق کے عوام کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کرنے میں ہمارا ایک role ہو' اس وجہ سے ہم L.F.O. کے موقف کو وقتی طور پر ملتوی کرتے ہیں تاکہ عراق کے مسئلے پر بات ہو۔ ہم اس ہاؤس کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ عراق کے حق میں ایک متفقہ آواز آئے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: انور بھنڈر صاحب ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! میرے فاضل دوستوں نے ایل ایف او کے حوالے سے اپنی تشویش کا اظہار کیا ہے۔ اس کی صدائے بازگشت قومی اسمبلی میں بھی سنی گئی اور وہاں بھی یہ معاملہ اٹھایا گیا۔ اس کے متعلق ہمارے لیڈر جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب نے واشگاف الفاظ میں یہ کہا تھا کہ آئیں ، بیٹھیں اور اس کی شقیں دیکھیں۔ ان کا examination کریں اس کے متعلق ہم بات کرنے کو تیار ہیں چنانچہ ایک کمیٹی بنی ' اس کی meetings بھی ہو رہی ہیں ۔ جناب عالی ! جو باتیں افہام وتفہیم سے حل ہوتی ہیں وہ کسی دوسرے طریقے سے حل نہیں ہوتیں ۔ یہاں یقیناً ایک طرف حزب اختلاف ہے تو دوسری طرف حزب اقتدار ہے ۔ یہاں بھی working relationship کے لئے ' کام چلانے کے لئے negotiations ہوتی ہیں ۔ آج بھی دیکھا اور جس روز جناب کا انتخاب ہوا ' اس روز بھی دیکھا اور ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ افہام وتفہیم سے یہ کارروائی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ چلی ۔ جو چیز افہام وتفہیم کے ساتھ چلے گی وہ یقیناً خوش اسلوبی کے ساتھ ہی چلے گی۔ جہاں تک ان کی آپس میں meetings ہو رہی ہیں ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملات ایسے ہیں کہ جن پر بات ہوگی ' جن پر discussions ہوں گی ۔ ان پر جب بعد میں سیرحاصل بحث ہوگی تو یقیناً کوئی نہ کوئی راستہ نکل آئے گا ۔ ہمارا international forums پر اور دیگر جگہوں پر بھی یہی موقف ہوتا ہے کہ بیٹھ کر بات کی جائے ۔ جب جنگ کے متعلق بات ہوتی ہے ' ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جب بات ہوتی ہے تو ہم اپنے مسائل کے لئے یہی کہتے ہیں کہ آؤ ، بیٹھو اور ہمارے ساتھ بات کرو۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ approach نہایت صحیح approach ہے کہ اس کے متعلق بیٹھ کر بات کی جائے۔ میری اطلاع کے مطابق آج بھی چوہدری شجاعت حسین صاحب اور قاضی حسین احمد صاحب کی میٹنگ ہوئی ہے ۔ بہت اچھی بات ہے ' ضرور ہونی چاہیے ' discussion ہونی چاہیے ۔ اس کے بعد ہی یہ مسائل حل ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر اس بات کو آگے بڑھایا جائے ' ان negotiations کو آگے بڑھایا جائے تو یہ مسئلہ' جوکہ اپوزیشن کے مطابق بہت بڑا مسئلہ ہے ' اس کا بھی انشاء اللہ کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان negotiations کو آگے بڑھاتے ہوئے اس معاملے میں کامیابی حاصل کرنی

چاہیے ۔ شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین: مسٹر بابر غوری ۔

جناب بابر خان غوری: جناب چیئرمین ! شکریہ ۔

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں
صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں۔

جناب چیئرمین ! آج جب ہمارا یہ اجلاس شروع ہوا تو یہ توقع تھی کہ جو آج وقت کی ضرورت ہے ' پوری دنیا جس مسئلے پر متوجہ ہے ' ہم اس سے start لیں گے لیکن کہانی گھوم کر پھر وہیں آ گئی کہ میں نہ مانوں ۔ پھر ایل ایف او کا سہارا لے کر دوبارہ ایک نئی سیاست نے جنم لیا ۔ یہ ایل ایف او والی کہانی اتنی اہم نہیں ہے کیونکہ یہ یہاں موجود ہے اور اس پر بعد میں بھی discussion ہوسکتی ہے لیکن مسئلہ عراق کا ہے۔ عراق کے مسئلہ پر ہم لوگوں کو سڑکوں پر جمع کر رہے ہیں ۔ اسلام کے نام پر جمع کر رہے ہیں۔ ان کے جذبات بھڑکا کر ان کو لا رہے ہیں لیکن جب ہم ایوان میں آتے ہیں تو وہ مسئلہ اول درجے پر آنے کے بجائے نیچے چلا جاتا ہے۔

جب پہلا اجلاس ہوا تھا ' جب oath ceremony ہوئی تھی ' اس سے پہلے قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا تھا۔ اگر ایل ایف او کا معاملہ ہٹا کر اس وقت عراق کے بارے میں ہم کوئی ایک متفقہ رائے بنا کر قرارداد پاس کرتے تو شاید ہم Turkish Parliament سے آگے بڑھ کر اپنا کوئی role دکھاتے اور دنیا کو بتاتے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ کس طرح چل رہے ہیں ۔ ان کے دکھ درد ہم کیسے محسوس کرتے ہیں ۔ آپ ایل ایف او کی بات کر رہے ہیں ۔ ارے ایل ایف او کو ہم بھی نہیں مانتے ۔ میں ایل ایف او کو defend نہیں کررہا لیکن ایل ایف او ہمارے اس سسٹم کا ایک حصہ ہے ۔ شکر ہے کہ ہمارے دو فاضل ممبران نے آپ کو مبارکباد دے کر ایل ایف او کا کچھ حصہ تسلیم کیا۔ آپ الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں، آپ پارٹی رجسٹر کرا رہے ہیں ' یہاں تو مسئلہ یہ ہوگیا کہ لڑکی دیکھی ' پسند کی ' منگنی کی ' نکاح کیا ' جہیز لیا ' گاڑی لی ' ٹی وی بھی لیا ' وی سی آر بھی لیا ' سب لینے کے بعد ایک تحریک شروع کر دی کہ ہم جہیز کو

نہیں مانتے جہیز ایک لعنت ہے ۔ آپ نے الیکشن لڑا ---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ان کی بات سن لیں۔

جناب بابر غان غوری: کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ، ہم نے آپ کی باتیں سنی ہیں، آپ ہماری باتیں سنیں۔ اس کے بعد جواب دیجئے گا، میں حقائق کی بات کر رہا ہوں ، میری باتیں سنیں ، سننے کا حوصلہ رکھیں ، ہم بھی اتنی دیر سے آپ کی باتیں سن رہے تھے ۔ بات یہ ہو رہی ہے کہ ایل ایف او کے تحت آپ نے الیکشن میں حصہ لیا، آپ نے اپنی پارٹی رجسٹر کرائی ، آپ منع کر دیتے ، عوام میں جاتے، کہتے ہم نہیں مانتے ، آپ کہتے ہیں ہم سپریم کورٹ کی رولنگ نہیں مانتے، ارے آپ سپریم کورٹ میں گئے کیوں، اور اگر سپریم کورٹ نے غلط فیصلہ دیا--- آج تک یہ ہمارے ساتھی جو بیج لگائے بیٹھے ہیں یہ کیوں review کے لئے نہیں گئے، بتائیے کیوں نہیں گئے review کے لئے، تو بات یہ ہے کہ صرف سیاست کے لئے ایل ایف او --- تو کیوں قوم کا وقت ضائع کر رہے ہو۔ قوم کو آج ایک سہارے کی ضرورت ہے پوری دنیا میں مسلمان problem میں ہیں ۔

اب آپ آئیے جمہوریت کی بات کرتے ہیں ، میں یہ پوچھتا ہوں ایل ایف کے سلسلے میں ان کے بہت سے مسائل ہیں ، یہ کہتے ہیں ٹھیک ہے ہم نے خواتین کو مان لیا ، خواتین کی سیٹیں بڑھیں ، ان کی خواتین آئیں ، انہوں نے اسے accept کر لیا ، ووٹروں کی عمر کی حد ختم کی گئی، آپ نے تسلیم کیا ، عمر کی حد آپ نے تسلیم کی ، حلقہ بندیاں بڑھائی گئیں آپ نے تسلیم کیا ، قومی اسمبلی میں سیٹیں بڑھائی گئیں ، آپ نے تسلیم کیا ، اٹھارہ سال کی عمر کی گئی ، آپ نے تسلیم کیا لیکن میں یہ پوچھتا ہوں جب آپ سب تسلیم کرتے ہیں تو یہاں پر آ کر آپ کیا بات کر رہے ہیں ، ایک طرف وہ وردی والے جو عراق میں بیٹھے ہوئے ہیں ، پوری کابینہ وردی میں ہوتی ہے آپ ٹی وی پر دیکھ لیں ہری وردیاں پہنے پوری کابینہ بیٹھی ہوتی ہے۔ آپ ان کو ہیرو بنا کر پیش کر رہے ہیں اور یہاں پر آ کر بولتے ہیں کہ President وردی نہیں پہن سکتا، اس کی کابینہ نے یہاں پر کون سی وردی پہنی ہے، یہ تو شکر ہے مارشل لا نہیں تھا یہی وزیر تھے

یہی شوکت عزیز، یہی حفیظ شیخ، یہی نثار میمن، کون وردی والا ہے اس میں کیا تکلیف ہے آپ کو، مارشل لاء تو نہیں لگا، اور ہمیں کیا چاہیے، دیکھیں لولی لنگڑی جمہوریت مضبوط مارشل لاء سے بہتر ہوتی ہے۔ کتنا ہی مضبوط مارشل لاء ہو لیکن لولی لنگڑی جمہوریت بہتر ہوتی ہے۔

جب بھی مارشل لاء سے جمہوریت کی طرف سفر ہوا ہے تو ایل ایف او بھی آیا ہے، پی سی او بھی آیا ہے یہ سب آئے ہیں، آپ ایل ایف او کے تحت آئے تو اب آپ کس کی بات کر رہے رہیں۔ اب آپ بتائیے اگر جمہوریت کی طرف جا رہے ہیں، اگر جمہوریت کے سفر کا آغاز کر رہے ہیں تو اس آغاز کے سفر میں آپ کیوں رکاوٹ بن رہے ہیں آپ جمہوریت کی بات کرتے ہیں، جناب محترم ہمارے پروفیسر خورشید صاحب نے ابھی جمہوریت کی بات کی، ایل ایف او کی بات کی، جب ضیاء الحق صاحب کا مارشل لاء لگا تو یہ پلاننگ کے چیئرمین تھے یا نہیں تھے، آپ ان سے پوچھیں، پروفیسر غفور احمد صاحب منسٹر تھے یا نہیں تھے، محمود اعظم فاروقی انفارمیشن کے منسٹر تھے یا نہیں تھے۔ آپ نے وردی کا ساتھ کیوں دیا۔

آپ بتائیے، جب یحییٰ خان سے جمہوریت بھٹو صاحب کی طرف گئی تو اس وقت دو سال ہمارے محترم ذوالفقار علی بھٹو صاحب کیا سول مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نہیں رہے، کیا دو سال انہوں نے بطور سول مارشل لاء ایڈمنسٹر کا کام نہیں کیا، کیوں کیا، پھر کہاں گئی وہ جمہوریت، تو یہ وقت کا تقاضا ہوتا ہے۔ جب بھی مارشل لاء سے جمہوریت کی طرف جایا جاتا ہے تو اس کا کوئی راستہ نکالا جاتا ہے۔ جس طرح آپ نے اعلان کیا تھا کہ ہم ایل ایف او کے تحت حلف نہیں اٹھائیں گے تو آپ نے اس چیز کو ختم کرنے کے لئے ایک راستہ نکالا کہ ہم وہاں جائیں گے اور 1973 کے آئین کا سہارا لے لیں گے، آپ نے راستہ نکالا، اسی طرح ایل ایف او سے بھی ایک راستہ نکالا جا سکتا ہے۔ آپ اس ایوان میں بحث کریں، ہم بھی ایوان کو نہیں مانتے لیکن اس ایوان میں بحث ہو، اس ایوان میں LFO آئے اگر دو تہائی اکثریت اس کو مسترد کرتی ہے تو ٹھیک ہے۔ ایل ایف او کو نہ مانیں، مگر اسے ایشو نہ بنایا جائے۔ مجھے بتائیے، ابھی ہمارے ایک محترم سینٹر، جو بلوچستان سے ہیں، انہوں نے بولا کہ 1973 کا آئین متفقہ نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ 1973 کے آئین میں خامیاں موجود ہیں۔ اگر موجود ہیں تو ان سب پر بحث کرکے دور کریں، افہام و تفہیم کی ضرورت ہے۔ افہام و تفہیم سے جب سینیٹ کی ایک سیٹ مسلم لیگ (ق) آپ کو دے

سکتی ہے اسلام آباد میں، کچھ ووٹ دے سکتی ہے۔ تو ایل ایف او کے اوپر کیا problem آ گئی۔ ایک طرف آپ ہیرو بنا رہے ہیں ان وردی والوں کو جو عراق میں بیٹھے ہیں، ہماری ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ ہماری عراقی عوام سے ہمدردی ہے۔ ہم ان مسلمان بھائیوں سے ہمدردی رکھتے ہیں لیکن جو وہاں پر جمع ہیں ہمیں ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے، انہوں نے مسلمانوں کو مارا انہوں نے ایران پر حملہ کر کے لاکھوں آدمیوں کو مارا، انہوں نے کویت پر حملہ کر کے لاکھوں آدمیوں کو مارا۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔

لہذا میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس ایل ایف او کے باب کو بند کریں، اول جو ضرورت ہے، ڈھائی گھنٹے گزر گئے ہیں، عراق کے مسئلے پر بحث کا آغاز کریں تاکہ ہم اپنے عوام کو بتا سکیں کہ آج جو ان کے جو جذبات ہیں وہ سینیٹ کے ایوان میں پیش کئے جا رہے ہیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: وسیم سجاد صاحب جو ان کے ساتھ طے ہوا تھا anything else from that

جناب وسیم سجاد: اس کے لئے پروفیسر خورشید صاحب، میاں رضا ربانی اور مولانا سمیع الحق صاحب عراق پر Motion move کریں گے۔ جی اس کے علاوہ میرے خیال میں وہ سب اب مکمل ہوگیا ہے جو کارروائی افہام وتفہیم سے طے ہوئی تھی، اب پروفیسر خورشید صاحب، میاں رضا ربانی صاحب اور سمیع الحق صاحب Motion move کریں گے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے پھر اس کو آگے چلنے دیں ورنہ عراق کا main issue رہ جائے گا اور یہ جو agree ہوا اس کے حساب سے ہم کارروائی کرلیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب والا، ہم تو اس کے حق میں ہیں، ہم نے تو شروع سے وہاں پر بیٹھ کر یہ طے کیا تھا کہ انتہائی اخلاقیات کے ماحول میں، جو بھی ہمارا طریقہ کار ہے، اس کو ہم طے کریں گے لیکن ہم نے یہ طے نہیں کیا تھا کہ اگر اپوزیشن محبت کا اظہار کرتی ہے تو اقتدار والے اس کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اپوزیشن پر الزام تراشیاں کریں۔ جناب والا، بابر غوری صاحب ہمارے دوست رہے ہیں، وہ ہمارے ساتھ نیشنل اسمبلی میں رہے ہیں۔ وہ 16 ستمبر 2000 کو

جناب الطاف حسین صاحب کی تقریر نکال کر دیکھیں جس میں military dictator کی، LFO کی اور تمام غیر آئینی اقدامات کی جس طرح سے مذمت کی گئی، ہم یہ سمجھتے ہیں، جناب والا، کہ اگر ہمارا LFO پر لہجہ نرم ہے، ہم عراق کے صدام حسین، اس کے آمرانہ اقدامات اور اس کی "صدامیت" کی حمایت نہیں کرتے، ہم مظلوم rule of law کی بات کرتے ہیں۔ عراق میں rule of law violate ہوا ہے۔ پاکستان میں rule of law violate ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، جب discussion ہو گی تو اس وقت یہ بات کرلیں۔ اب آگے چلتے ہیں۔ اس طرح سب کچھ رہ جائے گا۔ جس پر agreement ہوا اس پر چلیں۔

(مداخلت)

MOTION UNDER RULE 194 RE: DISCUSSION ON IRAQ CRISIS

جناب چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب آپ پڑھیں۔

پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

On behalf of the parties of the Opposition we, Professor Khurshid Ahmed, Senator Mian Raza Rabbani, Senator Maulana Samiul Haq and Senator Sanaullah Baloch move under Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in Senate 1988 that the House do now discuss the situation in Iraq.

جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ ایک بڑی سنجیدہ، باوقار اور مدلل بحث میں کچھ ایسی باتیں آ گئیں جو اگر نہ آتیں تو اچھا تھا لیکن میں نہ right of personal explanation کو invoke کروں گا اور نہ بحث کو پٹڑی سے اترنے دوں گا بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم اب عراق کے مسئلے پر اپنی پوری توجہ مرکوز کریں۔

جناب چیئرمین! اس وقت عراق کے بائیس ملین افراد پر آگ اور خون کی بارش کی جا رہی ہے۔ میں صاف الفاظ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے عوام، امت مسلمہ، پوری دنیا کے امن پسند اور حق پرست انسان اس صورتحال پر رنجیدہ ہیں، افسردہ ہیں، غم و غصے کا اظہار کر

رہے ہیں اور دنیا کے دو سو سے زیادہ شہروں میں پانچ کروڑ سے زیادہ انسان امریکہ سمیت اس ظلم اس دہشت گردی ، اس وحشت، اس بربریت پر احتجاج کر رہے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مسئلہ صدام کا نہیں۔ صدام کی فوجی کابینہ کا بھی نہیں۔ صدام کو صدام بنایا امریکہ، برطانیہ اور مغرب کی اقوام نے۔ صدام کو finance کیا، arm کیا ایران پر حملہ کرنے کے لئے۔ جس وقت صدام ایرانیوں اور کردوں پر گیس استعمال کر رہا تھا، وہ گیس امریکی اور برطانوی کمپنیاں فراہم کر رہی تھیں۔ اس کے لئے سرمایہ بھی فراہم کر رہی تھیں اور اس وقت Rams Field بغداد میں موجود تھے اور صدام صاحب کو مشورے دے رہے تھے۔ اس لئے مسئلہ صدام کا نہیں ہے۔ مسئلہ ہے اصول کا۔ مسئلہ ہے مظلوم انسانوں کا ۔ اس لئے میں جناب والا! آپ کے توسط سے پوری دنیا کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ عراق کے خلاف جنگ ایک war of aggression ہے۔ ایک illegal ---

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: میں آپ کو پڑھ کر سنا دوں، اس میں کوئی منظوری نہیں ہوتی ہے۔ صاف لکھا ہوا ہے کہ:

There is a policy or situation or statement or any other matter to be taken into consideration, shall not be put to the vote of the Senate but the Senate has proceed to discuss such matters immediately after mover has concluded his speech.

تو یہ رولز ہیں۔ معاف کیجیئے گا مداخلت کے لئے۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ issue دراصل ایک ظالمانہ، ایک war of aggression ہے۔ ایک immoral, illegitimate, unjust ہے اور جس کے نتیجے کے طور پر ان آٹھ دنوں میں کئی ہزار معصوم انسان شہید ہو چکے ہیں۔ Dazy Cutter, Bunker Buster, uranium سے افزودہ بم پھینکے جا رہے ہیں۔ ہر طرف یورش کی جا رہی ہے۔ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے، یہ ایک عالمی مسئلہ ہے، یہ ایک اصولی مسئلہ ہے اور اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس پر دنیا کے عوام جو آواز اٹھا رہے ہیں، جو حالات بدل رہے ہیں، اس میں پاکستان

بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرے۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ عراق میں جنگ کے سلسلے میں جو excuses دی گئیں وہ دھوکہ اور کذب پر مبنی ہیں۔ کبھی کہا گیا کہ مسئلہ mass destruction کے weapons کا ہے۔ عراق نے UN Observers کو بلایا اور انہوں نے تین رپورٹیں Security Council کو دیں اور اس میں صاف کہا گیا کہ وہ تعاون کر رہا ہے اور ہمیں کوئی چیز نہیں ملی۔ Issue بدلا گیا، کہا گیا کہ صدام dictator ہے۔ بلا شبہ وہ ایک dictator ہے لیکن کتنے dictator ہیں جن کے خلاف آپ نے جنگ کی اور کیا محض کسی کا dictator ہونا آپ کو کوئی حق دیتا ہے کہ آپ اس کے خلاف جنگ کریں؟

کہا گیا کہ اس نے اپنے عوام پر ظلم کیا ہے اور وہ جمہوریت چاہتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کتنے dictators ہیں جن کی آپ پشت پناہی کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں اور کیا دنیا کا کوئی قانون کسی کو اختیار دیتا ہے کہ جمہوریت کے نام پر دوسرے ممالک میں آپ regime change کریں، لوگوں کو ماریں، تباہ کریں اور پھر کہیں کہ ہم construction کریں گے۔

کہا گیا کہ میرے باپ کے خلاف انہوں نے حملہ کرایا۔ جناب والا! کوئی ایک بھی دلیل نہیں دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ UN Security Council میں امریکہ اپنی ساری کوشش کے باوجود، جس میں bribery, leg pulling, arm twisting سب کچھ شامل تھیں، تائید حاصل نہ کرسکا۔

اس لئے جناب والا! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ دراصل عراق پر حملہ نہ صدام کی وجہ سے ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی وجہ سے ہے۔ یہ دراصل ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصہ ہے۔ میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 1991 میں جنگ کے بعد ایک task force قائم کی گئی تھی اور اس میں موجودہ حکومت کے کم از کم چار ذمہ دار افراد موجود تھے اور اس task force نے 1992 کی رپورٹ میں یہ بات کہی تھی کہ ہمیں عراق سے نمٹنا ہے ' .it is an unfinished agenda اب آپ یہ دیکھئے کہ 9 ستمبر کو جو واقعہ ہوا ہے ' اس کے چھ دن بعد بش صاحب ایک secret memo ڈھائی صفحے کا پینٹاگون کو بھیجتے ہیں، جس میں کہا جاتا ہے کہ ہمیں اب افغانستان پر حملہ کرنا

ہے۔

(اس موقع پر وزیر اعظم پاکستان ایوان میں تشریف لائے)

پروفیسر خورشید احمد: لیکن آخری پیراگراف یہ ہے کہ عراق پر حملے کی تیاری کرو۔ یہ 17 ستمبر 2001 کا memo ہے بش صاحب کا۔ پھر اس کے بعد ستمبر 2002ء میں ان کو جو strategy دی گئی ہے، اس میں یہ اصول پیش کیا گیا ہے کہ ہم جہاں چاہیں regime change کر سکتے ہیں۔ Pre-emptive strike کا ایک اصول بیان کیا گیا ہے، self defence کی جو متفق علیہ تعریف تھی، اس کو بدل دیا گیا ہے۔ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے جو حملہ کیا ہے اور جس طرح جنگ کے شعلوں میں پورے ملک کو بھسم کر دیا ہے، اس کے تین بنیادی اسباب ہیں:

پہلا سبب یہ ہے کہ امریکہ دنیا پر جو امریکن ورلڈ آرڈر، نیا سامراج قائم کرنا چاہتا ہے، یہ اس کا حصہ ہے۔ عراق کی لڑائی صرف عراق کے لئے نہیں، عراق کی لڑائی کا خطرہ آج دنیا کے سارے ممالک کو محسوس کرنا چاہیئے اور خدانخواستہ عراق میں یہ جنگ کامیاب ہو جاتی ہے تو پھر باقی سب کی باری ہے۔ اس لئے یہ دراصل new Global Order کا ایک حصہ ہے۔

دوسرا سبب تیل ہے۔ اس کے بارے میں وہ صاحب کہہ رہے ہیں۔ اس وقت امریکہ کی قیادت پر energy lobby, military industrial complex کا قبضہ ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ امریکہ کے پاس دنیا کے oil reserves کا صرف 2 فیصد ہے جبکہ عراق کے پاس 11 فیصد ہے اور اس کے پڑوسی سعودی عرب میں 22 فیصد ہے، اس ساری جنگ کا مقصد اس تیل پر قبضہ کرنا ہے۔ امریکہ اپنی ضروریات کا 30 فیصد باہر سے منگوا رہا ہے لیکن یورپ اور جاپان 90 فیصد تیل باہر سے منگواتا ہے۔ دراصل oil پر قبضے کے معنی یہ ہیں کہ امریکہ leverage استعمال کر سکے گا یورپین ممالک پر اور ان تمام ممالک پر بھی جو مشرق وسطیٰ کے تیل پر dependent ہیں۔

تیسرا سبب ہے امریکہ اور اسرائیل۔ اس کے بے شمار evidences موجود ہیں۔ صاف کہا گیا ہے کہ reordering of Middle East.

جناب والا! یہ تین بنیادی مقاصد ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر آپ دیکھیں تو امریکہ نے

جو کچھ کیا ہے، وہ میری نگاہ میں پانچ جرائم ہیں جو انسان کشی کے ساتھ ساتھ اس وقت امریکہ کی اس جنگ کی بنا پر ہو رہے ہیں۔

پہلا یہ ہے کہ امریکہ نے یہ اُصول وضع کیا ہے کہ وہ بین الاقوامی قانون سے بلند و بالا ہے۔ وہ کسی قانون کے تابع نہیں ہے ۔ اس کی یہ پالیسی آپ اس طرح دیکھئے کہ جتنے بھی international institutions ہیں ان سے امریکہ کس طرح نکلا ہے۔ کم از کم چار global treaties ہیں جن سے unilaterally امریکہ withdraw ہوا ہے۔ UN جو امن کا سب سے اہم ذریعہ ہے اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلی جنگ عظیم کے بعد 1920 میں تمام agreements, 1928 میں پیرس agreement اور اس کے بعد UN charter, سب میں یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کہ self defence یا UN کے Chapter 7 کے تحت operational فیصلے کے علاوہ جنگ جائز نہیں ہے۔ امریکہ نے کھلے بندوں اس کو violate کیا ہے۔

جناب والا! دوسری چیز میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ UN کو کس طریقے سے امریکہ نے treat کیا ہے، ایک طرف اس کو محض US policy کا expression بنانے کی کوشش کی اور اس وقت تو Security Council میں کھلی bribery, pressure, blackmail, horse trading کے طریقے اختیار کئے گئے ہیں اور یہ صاف کہہ دیا گیا ہے کہ اگر UN resolution پاس نہیں کرتی تو ہم اس کے بغیر آزادانہ اپنا کام کریں گے اور انہوں نے کر کے دکھا دیا۔ اس میں بنیادی اصول یہ ہے کہ UN کے ادارے پر ضرب کاری لگائی ہے اور world peace کے لئے جو نظام بنا ہے دوسری جنگ کے بعد، اس کو وہ تہہ و بالا کر رہا ہے۔

تیسری بات جناب والا! ایک خطرناک ارادہ ہے Regime Change کا، یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دنیا کے جس ملک میں چاہے اس کی قیادت کو تبدیل کر دے اور نئی قیادت وہاں پر لے آئے۔

چوتھی چیز جناب! Pre-emptive Strike کا اصول، جس نے self defence کے تصور کو بالکل بدل دیا ہے اور پھر آخری چیز جناب والا! یہ ہے کہ اس نے دنیا کے کمزور ممالک کو blackmail اور bribe کیا، خاص طور پر ترکی کے معاملے میں آپ دیکھیئے کہ کس طرح ترکی کو 26 billion dollars دینے کا، European Union کی ممبر شپ کا لالچ، لیکن میں سلام کرتا

ہوں ترکی کی پارلیمنٹ کو کہ اس نے ان تمام چیزوں کو face کیا ہے اور اپنی self dependence کے ساتھ کیا ہے۔ جناب والا! یہ پانچ بنیادی جرائم ہیں جو اس وقت امریکہ کر رہا ہے اور اگر اس کو یہ سب کچھ کرنے دیا گیا تو مجھے کہنے دیجیئے کہ International Order تہہ و بالا ہو جائے گا۔ World security کا نظام درہم برہم ہو جائے گا اور کوئی محفوظ نہیں رہے گا۔ اس لئے یہ محض عراق کی جنگ نہیں ہے۔ یہ پوری دنیا کے انسانوں کی جنگ ہے۔ یہ تمام ممالک کی جنگ ہے۔ یہ انسانیت کی جنگ ہے۔

اب جناب والا! میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی ذمہ داری اس وقت کیا ہے؟ میری نگاہ میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ پاکستان کو اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حق و باطل کی اس کشمکش میں کوئی کمزوری دکھانا اور محض اس بنیاد پر کہ امریکہ ہمارا دوست ہے، امریکہ کے ساتھ اس نام نہاد terrorism کی جنگ میں ہم شریک کار ہیں اس لئے ہم مجبور ہیں جو امریکہ چاہے وہ کرے۔ یہ قطعاً غلط ہے، ناقابل قبول ہے۔ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا تعلق امریکہ سے Atlantic Treaty سے زیادہ تو نہیں ہے، NATO سے زیادہ تو نہیں ہے، وہ تو ایک military pact ہے لیکن اس کے باوجود NATO ممالک نے اصول کی بنیاد پر امریکہ کی نہ صرف مخالفت کی بلکہ اس کو challenge کیا۔ یہ بات بھی میں کہنا چاہتا ہوں کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ عراق نے ہمارے ساتھ کیا کیا، کیا ہے؟ جناب والا! یہ ایشو نہیں ہے، عراق نے ہم سے کچھ بھی نہ کیا ہو، لیکن یہ اصول کا مسئلہ ہے، یہ انسانیت کا مسئلہ ہے۔ میں یہ بھی آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مسلمان ممالک نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہمارے کڑے وقت میں چین نے، سعودی عرب نے، ایران نے، ترکی نے، حتیٰ کہ 1965ء میں انڈونیشیا نے، جو بھارت سے دوستی رکھتا تھا، کھلے بندوں پاکستان کا ساتھ دیا۔ مسئلہ اصول کا ہوتا ہے۔ مسئلہ مفادات کا نہیں ہوتا۔ اس لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے لئے سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ ہم صاف الفاظ میں یہ message دیں کہ یہ جنگ immoral ہے، unjust ہے، unjustifiable ہے۔ محض یہ کہنا کہ اس میں امریکہ کا ساتھ دینا ہمارے لئے مشکل ہے۔ یہ بڑی کمزوری کا موقف ہے۔ یہ ambivalence نہیں ہونی چاہیے۔ ہمیں صاف کہنا چاہیے کہ یہ unjust war ہے اور ہم اس war کو انسانیت کے خلاف اور United Nation's Law کی

violation سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس کو روکنا اور اس کے خلاف کام کرنا یہ ہماری بنیادی ضرورت ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ یہ موقع ہے کہ ہمیں خود اپنی Foreign Policy کو review کرنا چاہیے۔ review کے معنی یہ نہیں کہ ہم U-turn لے لیں، review کے معنی یہ نہیں کہ آپ confrontation پیدا کرلیں لیکن review کے معنی یہ ہیں کہ آپ new space جو رونما ہو رہی ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور میں صاف کہنا چاہتا ہوں، یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ جنرل مشرف صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ پاکستان کی باری بھی آئیندہ ہو سکتی ہے۔ جناب والا! آج اس کے لئے تیاری کرنے کی ضرورت ہے اور اس کی تیاری کرنے کے لئے آپ کو کچھ اندر کام کرنے ہوں گے اور اپنی foreign policy کو review کرنا ہو گا۔

تیسرا کام جناب والا! self reliance ہے self reliance کے بغیر نہ کوئی قوم اپنی آزادی کو محفوظ رکھ سکتی ہے نہ اپنی sovereignty کا دفاع کرسکتی ہے اور نہ دنیا میں سیاسی اور معاشی میدان میں اپنا کردار ادا کرسکتی ہے۔ اس لئے تیسری چیز ہماری priority self reliance ہونی چاہیے۔

چوتھی چیز جناب والا! میری نگاہ میں امت مسلمہ کا اتحاد ہے۔ بلا شبہ آج مسلمان حکومتوں کا رویہ نہایت بزدلانہ اور امت اور عوام کی خواہشات، آرزوؤں، تمناؤں اور مطالبات کے برعکس ہے۔ آج مسلمانوں کی Leadership اور مسلمان عوام کے درمیان کشمکش ہے، تصادم ہے، بغض ہے، خلیج ہے لیکن امت ہمارے لیے important ہے۔ یہ Rulers نہیں ہیں اور یہ Rulers بھی امت کے pressure کی بنا پر، آپ دیکھیئے عرب لیگ نے پہلی مرتبہ کھلے الفاظ میں یہ کہا ہے کہ یہ war of aggression ہے، اسے ختم ہونا ہے۔ آج امت مسلمہ کا اتحاد تیسری ضرورت ہے۔

اگلی ضرورت میری نگاہ میں یہ ہے کہ اس وقت نیا global realign ہو رہا ہے۔ دنیا اس وقت unipolar world سے ایک multipolar world کی طرف چلنا شروع ہو گئی ہے۔ فرانس، جرمنی، بلجئیم، روس، چین حتٰی کہ امریکہ کے دونوں ہمسائے کینیڈا اور میکسیکو سب نے

stress کیا ہے اور اس طرح ایک نیا alliance وجود میں آرہا ہے ۔ یہ وہ وقت ہے کہ ہم اس نئی space میں اپنا مقام پیدا کریں اور اپنے آپ کو اس کیمپ سے وابستہ کریں ' dialogue open کریں ' اس کی قوت میں اضافہ کریں اور اس کے ذریعے اپنی قوت میں اضافہ کریں۔

آخری چیز جناب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے ایک national consensus پیدا کرنا ضروری ہے۔ نظریہ معیشت' قومی سلامتی اور دستور وہ چیزیں ہیں جن پر national consensus کی ضرورت ہے ۔ یہ وقت عصبیت کی بنیاد پر ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے کا نہیں ہے بلکہ قوم کو اس لائق بنانے کا ہے کہ ہم خود ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ عالمی میدان میں عراق کے مجبور اور مظلوم مسلمانوں کی تائید کریں اور ان سے تعاون کریں۔ کم از کم اپنی آواز اٹھائیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی برائی کو دیکھو تو اگر اس کو اپنے ہاتھ سے روک سکتے ہو تو اسے ہاتھ سے روکو' اگر ہاتھ سے نہیں روک سکتے ہو تو اس کے خلاف زبان سے احتجاج کرو۔ اگر یہ بھی تمہارے لئے ممکن نہیں ہے تو ایمان کا ضعیف ترین درجہ یہ ہے کہ دل میں برا سمجھو۔

جناب والا ! میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں زبان سے اور ہر اس ذریعہ سے جو ہم اختیار کر سکتے ہیں ' اس کی مذمت کرنی چاہیئے ۔ اس میں بے پناہ آپشن ہیں' عالمی رائے عامہ کا اثر پڑا ہے اور پڑ رہا ہے۔بش کو بھی سوچنا پڑ رہا ہے ' خود امریکہ کے عوام اٹھ رہے ہیں۔ ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہیئے کہ ان تمام کے اثرات لازماً ہوں گے ۔ امریکہ کی بھی اتنی economic power نہیں ہے کہ وہ unlimited جنگ کو جاری رکھ سکے۔ جنگ شروع ہونے سے پہلے ایک بلین ڈالر یومیہ خرچہ تھا اور جنگ کے پانچویں دن بش صاحب نے 75 بلین ڈالر کا مطالبہ کیا ہے ۔ امریکہ کے اکنامسٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس جنگ کے اخراجات ' اس کی cost دو سو بلین سے لے کر 1.1 ٹریلین تک ہو سکتی ہے' تو سپر پاور کے لئے بھی کوئی limitation ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایک positive, active, proactive پالیسی اختیار کریں اور گومگو کے عالم سے ' معذرت خواہانہ انداز سے نکلیں۔ یہ وقت کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ہم سیکورٹی کونسل میں move کریں۔ ہم اس کے ممبر ہیں۔ ہم شرمندگی محسوس کر رہے ہیں کہ کاش ہم یو این اسمبلی کے ممبر نہ ہوتے' سیکورٹی کونسل کے ممبر نہ ہوتے ' اس سے زیادہ اور کیا کمزوری کی بات

ہوسکتی ہے۔ آپ actively حصہ لیجیئے، آپ وہاں رائے عامہ کو oblige کیجیئے، آپ جنگ کو condemn کرنے کے لئے motion move کیجیئے، آپ cease-fire کا مطالبہ کیجیئے اور اگر سیکورٹی کونسل میں veto آتا ہے تو پھر ایک اصول موجود ہے ۔ کوریا کے سلسلے میں 1950 میں یو این چارٹر میں تبدیلی کی گئی تھی اور یہ لایا گیا کہ unitedly peace resolution جنرل اسمبلی میں لایا جا سکتا ہے جو 2/3rd میجارٹی سے اگر قبول کر لیا جائے تو اس کی حیثیت binding ہے۔ یہ ہمارے لئے unforeseeable opportunity ہے ۔ اس بات کی ضرورت ہے اور آج یو این اسمبلی in sesssion ہے ۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ کو اجلاس بلانا پڑے۔ اس لئے ان تمام چیزوں کو ignore کیجیئے ' active policy اختیار کیجیئے۔ اس سے آپ اپنا دفاع کریں گے ' اس سے آپ عراق کے سلسلے میں صحیح موقف پیش کریں گے۔ اس سے آپ پوری دنیا کے انسانوں کے ساتھ ' جو امن چاہتے ہیں ' جو جنگ کے خلاف ہیں، جو بش کی اس aggression کے خلاف اٹھ گئے ہیں ' شانہ بشانہ اوریکجہتی کا اظہار کرتے ہوئے ایک نئے عالمی دور کی طرف بڑھ سکیں گے۔ وقت لگے گا لیکن مجھے یقین ہے کہ امریکہ کے fall کا آغاز ہوگا اور دنیا unipolar world کی بجائے multipolar world کی طرف جائے گی۔ مکھی پر مکھی نہ ماریئے۔ ماضی کی پالیسی جاری نہ رکھیئے بلکہ نئے initiative, نئے challenges, نئی opportunities کا راستہ اختیار کیجئے۔ میں پوری درد مندی کے ساتھ حزب اقتدار اور حزب اختلاف ' سب سے کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو آپ تضاد کا issue نہ بنائیں ' local issue نہ بنائیں ' یہ ایک عالمی issue ہے ' یہ اصول کا issue ہے ۔ آئیے اس پر مل کر نیا initiative لیں ۔ اپنے ملک کو بھی اور دنیا کو بھی ایک نیا پیغام دیں ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ میرا خیال ہے کہ وقت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی تقاریر کو دس یا بارہ منٹ تک محدود رکھیں۔ جی مشاہد حسین صاحب۔

Mr. Mushahid Hussain Syed: Mr. Chairman, I would like to complement the treasury and the opposition that on an important issue like Iraq, they have risen above partisan considerations and initiated a

debate in Parliament on an issue which is vital, not just to the future of Pakistan, the future of the region but also the future of the civilized world. I would also like to complement the Prime Minister, whose presence during this all important debate lends authority to Parliament, making it the source of all legislation and decision making. I think if this is the spirit which we have just witnessed during the last couple of hours, democracy has a bright future in Pakistan and if we have a strong viable functioning democracy in Pakistan, we will also have a strong effective foreign policy because no foreign policy can be effective without domestic political stability. I would also complement Prof. Khurshid Ahmad, my learned friend from the M.M.A. for his remarks.

The main issue on Iraq, in my view, is two fold. One is the principle, which United States seems to have imbibed in its attack on a small country without any justification, without any moral norms and without sanction of United Nations Security Council. Hence this War is probably the most unpopular war in the recent history of mankind. The two principles which seem to be driving the U.S goals and making this war so unpopular are:no. 1, we seem to be reverting back to the old laws of 18th, 19th and perhaps early part of the 20th century that "might is right". Just because you have military power, you have perceived economic and political strength. Using that military power you can pound any country, any regime, any people and that is a principle which means reverting the civilized community to the law of the jungle which is unacceptable to any civilized human being in the 21st century.

The second important element in this war, Mr. Chairman, is the wilful attempt by the United States to alter the character of the United Nations. The United Nations was established in 1945 as a body to promote and preserve peace, not to promote war. This is an attempt to change the character of this world body so that this body should be used as an instrument of war by one country which is determined to attack Iraq for reason of oil, for reason of Israel, for reasons of settling old scores and recently, Mr. Chairman, I was reading this book published by United States called "Bush at War", written by the Washington Post journalist, Bob Woodward. In this book Bob Woodward refers to the decision making in the White House in the first 100 days after September 11 2001. In that book, and I am sure Mr. Khurshid Ahmad Kasuri, who had a very good visit to America, would have read this book in between long flight back and forth from New York to Islamabad. In that book the author writes that in one of the first meetings in the White House, U.S Defence Secretary Donald Rumsfield, and I think Prof. Khurshid has already alluded to that memo of Bush which is published, incidently, for those of you who would like to read Washington Post on the internet on the 12th January, 2003 edition in the Washington Post. Rumsfield said why do not we use the attack of September 11 as a pretext to attack Saddam Hussain. So the plan was very much there. This plan had no linkage with 9/11, no linkage with a war on terror, no linkage with Usama Bin Laden, no linkage with the Talban, no linkage with the Al-Qaeda. So these two issues or the one which have united international public opinion in their strident

opposition to this war.

Now what are Pakistan's national interests, it is very clear, we have a direct national interest on the situation in Iraq. We are located in the region of an oil field. There are two important issues involved which are vital to Pakistan's national security, Pakistan's foreign policy and Pakistan's national interests. Number one, the principle that any action under taken by any member of the international community must have the sanction, the support, the authorization, the concurrence of the United Nations Security Council, otherwise that sanction, if lacking, as it is in case of Iraq, it would be a war that is illegitimate, illegal, immoral and unjust. Because of our own stand on Kashmir since 1949 and the present Government has derived the legitimacy, which is conferred on the question of Kashmir by successive U.N Security Council Resolutions. If that legitimacy is not there, the stand is no longer there. So for Pakistan this is extremely imporant, as a medium size country, in a very strategic part of the world that whatever position we take, that position should have the legitimacy, an authority that is derived from the United Nations Security Council, of which we are currently a member.

The second aspect of Pakistan's national interest, directly from the Iraq conflict is the dangerous precedent, which is being set by the United States, when it has launched this war against Iraq. That precedent has been alluded to by my learned friend Prof. Khurshid in the famous document issued by the White House in September 2002. The U.S National Security Strategy, the so called doctrine of pre-emption, that any

potential threat, even if there is no existing threat, any potential threat perceived by any country can be used as a pretext to launch a war. So by reckoning that Mr. Chairman, we have neighbour like India which has a bully on the block mentality, which has a record of aggression against smaller neighbours including Pakistan. By that reckoning India can use this pretext of pre-emption that we have a threat to Pakistan and they say it everyday almost that we have a threat from Pakistan. If anything happens in India, Pakistan is blamed. India can blame Bangladesh, India can blame Pakistan and then launch a war of aggression or for that matter Israel can do the same on Syria or Lebanon or Iran citing the "Hisbullah" or some other pretext. So this is a dangerous precedent being set by the United States on Iraq which needs to be countered, which needs to be opposed.

Regarding the policy of the Government of Pakistan, I am very pleased the Government has taken, under very difficult circumstances, a principled position that is why, there is no gulf, there is no chasm, that these have been the sentiments in the streets of Karachi, the streets of Lahore, the streets of Peshawar, the streets of Pindi or the streets of Quetta and the policy of the Government of Pakistan which is based on opposing war, which is based on not being party to the destruction of Iraq.

I would also like to compliment Prime Minister Jamali, when he met the foreign correspondents. He made a very fine distinction which is extremely important because Pakistan's stand has to be based on very substantive, solid, logical reason and the Prime Minsiter had said that

there is no linkage between the war in Iraq and the war on terrorism;, that linkage does not exist. Pakistan has supported the war on terror. Although , I would now say that this is the so called war on terror because its dimension has changed, its agenda has changed and it is now becoming something else but there is no linkage between what is happening in Iraq and the so called war on terror. Hence, Pakistan cannot support such a conflict. That is one important component of Pakistan's stand.

The second important component of Pakistan's stand is that Pakistan will not support the Anglo-American resolution which was being tabled to launch this war against Iraq and it was after Pakistan's signalling that it will not be supporting the resolution, you notice Mr. Chairman, that Powel announced in New York that they will not table the resolution because they do not have requisite nine votes in the Security Council. This is the position which Pakistan took, which is endorsed China, France , by Germany, Russia and indeed the majority of International public opinion.

The third component of our stand is very clearly based on focussing all actions, all policies, all resolutions through the Supreme body in the United Nations the Security Council. So, these three components that we are not seeing Iraq as war on terror, we are not going to be a party to the war. We will oppose any action which will be aimed at destroying Iraq or damaging its people and also which will not have sanctions of the United Nations.

But this war has also certain implications. I think, we should be

very clear that there are intentions among certain lobbies in the United States who are hawkish. But I feel that the way the situation has changed, the way the situation has developed, it gives me a lot of optimism that for a country like Pakistan, there is tremendous room for diplomatic manoeuvre, there is room for more options, more openings. We should be very clear, our policy should be based neither on confrontation nor on capitulation, it should strike a principled cause.

Regarding the United States Mr. Chairman, you know very well that the US is very clear in it's relations with different countries. They say no such thing as free lunch, they need us also in the situation, where without Pakistan's cooperation, they could not have achieved what they did in the so-called war on terror in the region in which we are located. So, its not one way traffic and we should be very clear despite what the position we have taken on Iraq. I don't see any penalties to be taken because this is the position taken by the majority of the civilized communities. And in the new situation, which has developed, I think, there are two or three positive developments from Pakistan's point of view.

No. 1, After 1991 Mr. Chairman, there was this view that the United Nations is an extention of US Foreign Policy, what the US says, goes in the UN and UN has to follow what is being dictated by the United States. That has changed now and whithin the UN Security Council, there was not that kind of majority and there was resistance in making the UN as an instrument of war on Iraq which means, in my view, the UN has emerged stronger as a body which will not be dictated by one country,

however militarily powerful it may be and its own credibility is now going to be restored. I think its very instereting Mr. Chairman! that in the debate in the UN Security Council on March 7, the French Foreign Minister specially mentioned that there are outstanding disputes which the UN needs to resolve. He mentioned the Korean Peninsula, Palestine and referred to long standing unresolved dispute in the Southern Asia, a reference to Kashmir. I think this is an opportunity, an opening for us, which I am sure Mr. Kasuri with all his Oxford eloquence and elegance, will cash it next time when he is in New York to address the UN Security Council.

The second important thing is that there were some people in the United States, a hawkish lobby, a right wing lobby, an extremists lobby because extremism is now being linked only with our religion Islam. The biggest threat to the International community is from the extremists who are in America, who are trying to influence public opinion and trying to present this as a clash of civilizations. As if there is an inevitable conflict between Islam and Christianity which is totally false, which is totally wrong and which needs to be strongly refuted and rebutted. When the resistance to the US actions has come from France, from Germany it is very clear, that it is not a clash of civilizations, it is a clash within the Western alliance, changing the International balance of power, former world which was unipolar to a world which is becoming multipolar.

I think, the recent visits which Pakistan's leadership has had, first to Moscow then to Beijing, are a positive sign that we are reaching out

to countries whcih have the potential to play a major role. It is in this context, I would endorse what Prof. Khurshid has said that we need to review the situation in terms of what options for foreign policy do we have . And how can we exercise those options in the current situation. I would just present a couple of ideas on that count.

First of all regarding India Mr. Chairman, I feel that its time we should stop having this tit for tat policy on India. If India expels two of our diplomats, we expel two of its diplomats. If India has a missile test, we also have a missile test, if India beats up some diplomats, we also beat up some diplomats. That is not a policy, that is the reaction and that policy should not be there. We should isolate the BJP hawks, who are ruling India. We should reachout to Indian civil society, open up our visas to Indian journalists, Indian NGOs, Indian civil society academics so that there can be more interactions between Indian public opinion and the people of Pakistan. So that those in India who really want to have a better relationship with Pakistan, a positive relationship with Pakistan, good neighbourly relationship with Pakistan, we should reach out to that segment of Indian society. I mean that is No. 1. Its very important and together with that we should also buildup our linkages with important countries in the region like Srilanka, Bangladesh, Nepal and the Maldives.

The second aspect of our foreign policy, which needs certainly a review, is that it has to be a more region based foreign policy, where new opportunities for economic collaboration are opening up with China, with Iran, with Afghanistan, with Central Asia, whether its a pipeline, whether

its new investements, new opportunities. We should cash in those opportunities, we should reach out to the Central-Asian countries like Uzbekistan, Tajikistan, Turkmanistan, Azerbyjan, Kazikistan, Kirghistan, with whom we have had a problem in the past because of our flawed Afghan policy. We are trying to rebuild our relationship with Iran, Afghanistan and ofcourse China, which is strategic friend of Pakistan. We need to have more confidence in that relationship.

The third component of the foreign policy, in my view should be that we should also see the European Union and Russia who are key players on the International scene. This crisis in Iraq, has altered the International balance of the political power. Military power is still held by the United States but the political power is now disbursed. We have to reach out and build that relationship based on not just promoting, preserving and projecting our national interests but also reflecting the popular sentiments of the people of Pakistan which are in line with the sentiments of the people of Europe, Africa, Muslim world and also Latin America and I would like to say even parts of the United States. So on that count, if we have taken up a principled position

دونوں چیزیں ساتھ چلیں گی جناب چیئرمین، دانشمندی بھی، دلیری بھی۔ ہمیں خوف کی بنیاد پر کوئی پالیسی نہیں بنانی چاہیئے ۔ ماضی میں بھی پاکستان نے اصولی موقف اختیار کیا ہے ۔ 1963 میں چین کے ساتھ ہم نے تعلقات بنائے۔امریکہ ناراض بھی ہوا لیکن بعد میں ہمیں ہی پل کے طور پر استعمال کیا۔ پانچ سال پہلے ہم نے امریکہ کی مخالفت کے باوجود نیوکلیئر دھماکے کئے۔ 1974 میں ہم نے لاہور میں اسلامی سربراہ کانفرنس کی، اس وقت بھی وہ ناراض تھے ۔ بوسنیا کی ہم نے حمایت کی ، بوسنیا کے مظلوم عوام کی حمایت کی 1950 میں ہم نے الجیریا کی حمایت کی تو اس

we should continue that policy and promote that policy, so حوالے سے thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you Mr. Mushahid Hussain, Maulana Sami-ul-Haq Sahib.

Mian Raza Rabbani: Point of order Mr. Chairman.

Mr. Chairman: When some body is curtailed please point it out to me. As long as we are relevant and we are saying something that every body is also interested.

جی میاں رضا ربانی صاحب، مولانا صاحب افسوس ہے انہوں نے پوائنٹ اٹھایا ہے جی۔

Mian Raza Rabbani: I would like to draw your attention to the fact that the debate is being run in contrary to the rules of business of the House. I would like to draw your attention to Rule 194 itself and which stipulates that only after the statements of the movers of the motion have been completed, can the discussion be commenced. Now I could have interrupted the speech of my learned friend Senator Mushahid but judging the seriousness of the content of his speech, I did not think it appropriate but I think I should now bring it to your notice that the House is not running in accordance with the rules.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I think its not really so much a question of technicality. I think its a question of understanding which we reached with the honourable members of the opposition, as to how this debate is to be conducted. You will recall Sir, that the motion was moved by Professor Khurshid Ahmad. He is the mover of the motion and he moved it

on behalf of the honourable senators Mian Raza Rabbani, Maulana Sami-ul-Haq and Sana Ullah Baluch. Now that you are starting this debate, it is only fair that one person speaks from this side and other from that side, its not really a question of technicality. I think this is how fairness demands. The understanding we reached with the opposition, should be carried out. Sir we request that the debate should continue in the way your honour is conducting it.

Mian Raza Rabbani: I would bring it to the notice of the honourable Chair that the honourable Leader of the House has not made a fully correct statement. There was no discussion or no agreement reached with the opposition that the rules, as given, would be by-passed. The point is that I could not insist on that but the House is running in violation of the rules. Professor Khurshid is not the only mover of the motion, there are three movers to that motion and he only read out the motion on behalf of the other three, just to save the time. The other three are as much movers of the motion as Professor Khurshid, in terms of rule 194 of the Rules of Procedure, but since Maulana Sami-ul-Haq is from the opposition therefore, I have no objection to that. Then I would request that after Maulana Sami-ul-Haq , the movers of the motion be given an opportunity to speak and then the debate be opened to the House.

Mr. Wasim Sajjad: I again would like request to my learned friend that this is not so much a question of technicalities, I could have objected that there could not be three movers to one motion. The rules

permit and recognise only one mover of the motion and he specifically said " I am moving this motion on behalf of Mian Raza Rabbani, Maulana Sami-ul-Haq and Sana Ullah Baluch" but nevertheless my learned friend has agreed that the debate be proceeded in the manner it was going. I would request that in all fairness, one person from the opposition, one person from the government. Let us proceed in the normal manner in which we have agreed to conduct this debate. But we will come to that as well.

Mr. Chairman: Maulana Sahib.

مولانا سمیع الحق : شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: All who wanted to speak will *Insha Allah* be given a chance.

مولانا سمیع الحق صاحب: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم -یریدون ان یطفئوا نوراللہ بافواھھم ویابی اللہ ان یطتم نورہ و لو کرہ الکافرون۔ جناب محترم چیئرمین صاحب! میں ضروری سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے اس عظیم منصب پر فائز ہونے پر آپ کو اور ڈپٹی چیئرمین صاحب کو مبارک باد دوں۔ اتفاق سے اس دن ہمیں یہ موقع نہ مل سکا اور یہ ایک بہت عظیم منصب ہے۔ یہاں پورے پاکستان کی سالمیت، استحکام اور وفاق کو سنبھالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر سے بہتر انداز سے چلانے کی توفیق دے۔ جس طرح ہم نے اس سے پہلے ہمارے محترم جناب وسیم سجاد صاحب کے ساتھ بارہ تیرہ سال گزارے ہیں۔بحیثیت چیئرمین جس بھرپور انداز میں انہوں نے ایوان کو چلایا ہمیں اس لحاظ سے بھی خوشی ہے کہ وہ سرکاری بنچوں کے قائد ایوان ہیں۔ انشاء اللہ ان کی صلاحیتوں سے اور بھی فائدہ ہو گا۔ آج ہمیں خود تجربہ بھی ہوا ہے کہ ہمارے بزرگوں نے، اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے سربراہوں نے آپس میں مل بیٹھ کر بہتر طریقے سے معاملے کو آگے بڑھانے کی بات کی اور ایک

روایت جو سینیٹ کی ہونا چاہیے ' ایوان بالا کا وقار، توازن، اعتدال، تدبر ماشاء اللہ وہ ساری چیزیں پہلے دن سے یہاں محسوس ہو رہی ہیں۔ بد قسمتی سے ایک دو حضرات نے اگر جذباتی انداز اختیار نہ کیا ہوتا تو اور بھی بہتر ہوتا لیکن بہرحال یہ نیک فال ہے اور خوشگوار آغاز ہے۔ انشاء اللہ آپ کی رہنمائی میں یہ ایوان ایک مثالی ادارہ ثابت ہو گا اور ہمیں حالات کے تقاضوں اور وقت کی نبض پر ہاتھ رکھنے کی ضرورت ہے۔ آج ہم نے ایک اہم ترین اور عظیم عالم انسانیت کو درپیش مسئلہ کے بارے میں اپنے باہمی جھگڑے کچھ حد تک مؤخر کرکے ایک اچھی روایت قائم کی ہے اور یہی ہونا چاہیئے۔ ہماری یہ خواہش تھی، میری ذاتی طور پر بھی کہ قومی اسمبلی میں بھی اس انداز میں، جب عالم اسلام پر آگ اور خون کی بارش ہو رہی تھی تو عراق پر ہم اسی انداز میں، سارے معاملات کو کچھ وقت کے لئے موخر کر کے بحث شروع کرتے۔ بد قسمتی سے یہ افسوسناک صورتحال ہے کہ قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا گیا۔ آپس میں کچھ تفاہم کا راستہ بھی نکلا لیکن اجلاس ملتوی کیا گیا۔ اب حقیقت معلوم نہیں ہے کہ اس کی پشت پر کیا ہے لیکن وہ اجلاس جاری رہنا چاہیئے تھا۔

اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ایک تو سڑکوں پر احتجاج جاری ہے جو ساری دنیا میں ہو رہا ہے۔ عالم اسلام میں بھی ہو رہا ہے۔ پاکستان میں بھی ہو رہا ہے۔ پاکستان کا ہر شہری مرد، عورت، بوڑھا اور جوان ان مناظر کو دیکھتا ہے اور ان کے دل زخمی ہیں۔ یورپ بھی اور عالم کفر بھی اس احتجاج میں شریک ہے چنانچہ پارلیمنٹ ' اسمبلیوں کے ذریعے اور جمہوری اداروں میں سب سے پہلے ان باتوں پر توجہ دینی چاہیئے۔ ہمیں خوشی ہوتی کہ اگر قومی اسمبلی سے بھی ایک متفقہ قرارداد پاس ہو جاتی۔ ہم ترکی سے تو گئے گزرے نہیں ہیں جو سامراج کے شکنجوں میں کسا ہوا ہے لیکن اس کی پارلیمنٹ نے اپنا فرض ادا کیا اور اس نے امریکی مذمت میں قرار داد پاس کی کہ امریکہ کے ساتھ تعاون نہ کیا جائے۔ پاکستان اسلام کا اولین قلعہ اور عظیم مملکت ہے۔ اس میں بھی پارلیمنٹ کا پہلا کام یہ ہونا چاہیئے کہ اس مسئلے پر ساری توجہ مرکوز کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اچھے مصلحت اور تفاہم کے انداز کے بعد ہمارے قائد ایوان اور وزیر اعظم جمالی صاحب یہاں موجود ہیں، قومی اسمبلی کا اجلاس بھی فوری طور پر بلایا جائے تاکہ وہاں بھی اس موضوع پر discussion ہو سکے۔ اگر کچھ کوتاہی ہوگئی ہے تو اس کی تلافی ہونی چاہیئے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہماری اس بحث کے بعد پارلیمنٹ کا ایک مشترکہ اجلاس ہونا چاہیئے۔ دونوں ایوان مل کر پوری تفصیل

سے اس مسئلے کا جائزہ لیں۔ اس کا ایک اچھا اثر پڑے گا اور پارلیمنٹ کی ایک مشترکہ قرار داد بہت زیادہ مؤثر ثابت ہو گی۔ اس وقت پورے عالم اسلام کے دلوں کی دھڑکن یہی موضوع ہے۔

سارے مسئلے L.F.O. سمیت ہم آپس میں افہام وتفہیم سے حل کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آگ لگ گئی ہے۔ ایک شہر میں آگ داخل ہو گئی ہے۔ اب ہمیں گھر بچانے کی پہلے ضرورت ہے۔ ایک سیلاب بلا آ رہا ہے۔ تو کیا ہم چھوٹے چھوٹے برتنوں اور ان چیزوں پر توجہ کریں یا پورے گھر کو بچانا ہے۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ سیلاب آئے گا اور فلاں فلاں گھر کو نشانہ بنائے گا اور ہم بچ جائیں گے۔ عراق کا موجودہ مسئلہ ایک سیلاب ہے۔ یہ صرف عراق کا مسئلہ نہیں ہے۔ نہ یہ صرف صدام کا مسئلہ ہے۔ نہ یہ صرف عراقی نظام کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں ڈکٹیٹر بھی ہیں اور سلاطین بھی ہیں اور king بھی ہیں۔ امریکہ سب سے زیادہ بادشاہوں کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ سارے سلاطین کو وہ پال رہا ہے۔ سارے ڈکٹیٹروں کو وہ مسلمانوں کے دلوں پر مونگ دلنے کے لئے بٹھا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک سامراج اٹھ کھڑا ہوا ہے اور دنیا کو پھر اس حالت کی طرف لے جا رہا ہے جو ڈھائی سو برس پہلے تھی۔ کوئی فرانس کا غلام تھا، کوئی ڈچ والوں کا غلام تھا۔ کوئی امریکہ کا اور کوئی برطانیہ کا غلام تھا۔ ہم نے دو ڈھائی سو برس بد ترین غلامی میں گزارے ہیں۔ اس کالونیز سسٹم سے ہم نے بہت بڑی قربانیوں کے بعد نجات حاصل کی ہے۔ ہمارے اکابرین پھانسی ہوئے ہیں۔ کالے پانی میں زندگیاں گزاری ہیں۔ جیلوں میں رہے ہیں۔ ہزاروں اور لاکھوں شہید ہوئے ہیں اس کے بعد ہمیں آزادی ملی۔ ان ساری چیزوں کو پھر خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ تفصیلات، پروگرام، مسودات اور ثبوت یہ ساری چیزیں، اب ان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب گویا بلی تھیلے سے باہر آ گئی ہے اور خونخوار درندہ جنگل سے نکل کر آبادیوں پر حملہ آور ہو چکا ہے۔اس کے ہاں اخلاقیات کی کوئی قدر نہیں ۔ اس کے لئے اقوام متحدہ، سلامتی کونسل، مغربی اقوام، بین الاقوامی ادارے اور انسانی حقوق یہ سارا ایک مذاق ثابت ہو گیا ہے۔ وہ گھمنڈ میں ہے۔ فرعونیت اور اقتدار اس کے ذہن میں ہے ۔ وہ انسانیت کو پتھر کی دنیا میں واپس لے جانا چاہتا ہے۔ اس نے پرویز مشرف کو کہا تھا کہ میں پتھروں کی دنیا میں آپ لوگوں کو لے جاؤں گا لیکن وہ اپنی مہذب دنیا کو، اپنی چکا چوند کرنے والی اور قمقموں سے روشن تہذیب کو درندگی اور خونخواری کی طرف لے جا رہا ہے۔ وہ انسانیت کو تہ تیغ کر رہا ہے۔ عملاً وہ خود پتھروں کی دنیا

میں واپس چلا گیا ہے۔ وہ انسانیت کے نام اور تہذیب پر ایک دھبہ ہے ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے کہ جب افغانستان پر حملہ ہوا کہ ہم چیخیں چلائیں، طالبان کے لئے نہیں، نہ ملا عمر کے لئے، نہ اسامہ بن لادن کے لئے، نہ القاعدہ کے لئے۔

ہم نے کہا کہ یہ ریت اگر شروع ہوگئی تو بات کہاں جا کر رکے گی۔ مسئلہ طالبان کا نہیں ہے مسئلہ اس ملک کی آزادی کا ہے۔ بیس لاکھ افراد کا قربانیاں دے کر، بارہ سال جنگ لڑ کے، اور اس سے بڑی تاریخی قربانیاں دے کر ملک نے آزادی حاصل کی ہے لیکن ایک دفعہ وہ اگر گھس جاتا ہے تو پھر یہ رکے گا نہیں ۔ اس خونخوار درندے کے منہ کو خون لگ جائے گا۔ ہم نے جنرل صاحب سے بھی کہا، ساری دنیا سے کہا کہ خدارا اس فریق کو وہاں روکو۔ یہ رکے گا نہیں، یہ وہاں مستقل آکر ہمارا آہنی حصار توڑنا چاہتا ہے۔افغانستان سے پہلے وہ طالبان سے ڈر رہا تھا ، اس اسلامی دنیا کے چوکیدار اس کو مفلوج کر رہے تھے۔ اس نے سوچا کہ چوکیدار کو پہلے مفلوج کر دو، ختم کر دو پھر میرا راستہ کھلا ہو گا۔

ہمیں کہا گیا کہ آپ لوگ ملک کے دشمن ہیں۔ آپ لوگ ملک کے مفادات کو نہیں دیکھتے ہیں۔ ہم نے کہا کہ جب دروازہ اور قلعہ توڑ دیا جائے گا تو اندر آنے سے دشمن کو نہیں روکا جا سکے گا۔ بہر حال وہی ہوا ۔ کاش اس وقت مغربی دنیا کو بھی اندازہ ہوتا ۔ یورپ آج چیخ رہا ہے۔ روس کا وزیر اعظم بیان پر بیان دے رہا ہے کہ امریکہ ایسا مت کرو، مت کرو۔ چین بھی آج بول رہا ہے ۔ مجھے خوشی ہے کہ وزیر اعظم جمالی صاحب اور چین کا مشترکہ اعلانیہ جس انداز میں آیا ہے، یہ کچھ مثبت پیش رفت ہے۔ غلامی کی برف کچھ پگھل رہی ہے۔ ہماری غلامی کی برف شاید پگھل جائے گی۔ اللہ کرے کہ یہ پوری پگھل جائے۔

اس وقت اگر یورپی یونین نے ساتھ نہ دیا ہوتا امریکہ کا۔ فرانس ،جرمنی اور سب اس کے ساتھ تھے۔ چین اور روس بھی اس کے ساتھ تھے۔ آج وہ سب چیخ رہے ہیں۔ ہم نے ان سب کو کہا تھا کہ بھئی مسئلہ انسانیت کا ہے، آزادی کی بقاء کا ہے ۔ آپ لوگوں کی آزادی بھی سلب ہو گی۔ اگر یہ درندہ عالم اسلام سے فارغ ہوگیا تو فرانس اور جرمنی، کسی جگہ کے بارے میں، نہیں کہہ سکتا کہ وہ محفوظ رہیں گے۔ کل ہی کولن پاول نے کہا ہے کہ ہم ایران اور شمالی کوریا کی بھی یہی حالت کر سکتے ہیں۔ ہمارا نام ابھی نہیں لیتا ہے یہ صرف اس کی مصلحت ہے، لیکن ہمارا نام سب

سے پہلے ہے۔

اس وقت عراق کی ہمدردی ہمارے ساتھ نہ بھی ہو۔ صدام کے ہم مخالف ہوں اور وہاں کی آمریت اور ان کے مظالم کے قصے کہانیاں سنائیں حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ نہیں۔ اس وقت صدام کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ وہ ساری ملت اسلامیہ کا واحد شخص ہے جو ڈٹا ہوا ہے عظیم جارحیت کے خلاف۔ وردیاں سب پہنتے ہیں۔ کاش ہمارے سب وردیاں پہننے والے صدام کی طرح ہو جاتے۔ پھر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ وہ ہمارے محافظ بن جاتے۔ وہ ہمیں نجات دیتے۔ وہ ہماری آزادی کا تحفظ کرتے۔ اگر اس کا سودا کرتے ہیں تو شلوار والا ہو، قمیض والا ہو یا وردی والا ہو، اس سے کیا ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سارے dictator اب صدام نہیں۔ میں ساری اسلامی دنیا پر نظر دوڑاتا ہوں۔ سب کچھ ہوگیا لیکن حکمران خاموش ہیں، کوئی تیل سپلائی کر رہا ہے، کوئی اڈے دے رہا ہے اور کسی نے ان کے خلاف میڈیا کا طوفان اٹھایا ہوا ہے۔ ہمارے ان سے اختلافات ہیں۔ میں خود بھی اس کے بعض عقائد اور نظریات کے خلاف ہوں لیکن جس وقت ایک شخص جس انداز میں ایک بڑی طاقت کے مقابلے میں ڈٹ جاتا ہے، کیا ۵۵ حکمرانوں میں کوئی ایسا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت وہ جیسے بھی ہیں ان کو چھوڑ دیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سیلاب ہماری طرف آ رہا ہے ۔جب وہ ایران سے فارغ ہو گا، شمالی کوریا سے فارغ ہو گا تو پھر ہمیں سوچ آئے گی ۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں ابھی سے سوچنا چاہیئے ۔ سب سے پہلے پاکستان کا نعرہ میں بھی لگاتا ہوں اور وہ یہی ہے کہ ابھی سے پاکستان کو بچانے کی فکر کرو ۔ ابھی آپ کہتے ہیں کہ درندہ دور ہے، جنگل میں ہے، سیلاب ابھی یہاں نہیں پہنچا ہے ۔جب لگی ہوئی آگ ادھر آ جائے گی --- جیسے مشاہد صاحب نے کہا ہے کہ ابھی سے اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کریں ۔ ابھی سے یہ سوچیں کہ اگر یہ غلامی ہم پر مسلط ہو گئی تو ہم کیا کر سکیں گے ۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر حملہ نہیں ہو گا ۔ میں کہتا ہوں کہ کیا امریکہ ہماری سسرال ہے ؟ کیا ہمارا ننھیال ہے ؟ یا ہم ان کے ماموں کے بیٹے ہیں یا وہ ہمارا خالہ زاد بھائی ہے کہ ہم پر حملہ نہیں ہو گا ۔ وہ ابراہیم اور اسماعیل کی زمین پر تو حملہ کرتا ہے، لتاڑتا ہے ۔ ابراہیم جو ساری ملتوں کا مقتدا ہے، عیسائیوں کا بھی مقتدا ہے، یہودیوں کا بھی مقتدا ہے، ہندوستان کے

برہمن ہندو بھی ان کا نام عظمت سے لیتے ہیں - اس ابراہیم اور اسماعیل کی زمین کے ساتھ وہ کیا کر رہا ہے - اسحاق اور یعقوب کی سرزمین کے ساتھ کیا کر رہا ہے ؟ وہ ان کے مقتدا ہیں ' ان کے مذاہب کے پیشوا ہیں لیکن ان کو کوئی ترس نہیں آتا ہے ' عزت اور عظمت کا کوئی پاس نہیں ہے -

عراق سیدنا علی اور سیدنا حسین کی سرزمین ہے -وہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو حنبل کی سرزمین ہے - وہ حسن بصری اور اولیا اللہ اور انبیاء کی سرزمین ہے - اس سے عیسائیوں کے جذبات ' یہودیوں کے جذبات ' انسانی تہذیبوں کے جذبات بھی وابستہ ہیں - انسانی تہذیب کا آغاز عراق کی سرزمین سے ہوا - انسانیت کی روشنی وہاں سے چلی- بابل اور نینوا کی تہذیب وہاں سے چلی - اب اسے ان چیزوں کی پرواہ ہی نہیں ہے -ہمیں تو اپنے گھر کی فکر ہونی چاہیے -اسے کوئی پرواہ نہیں ہے - ہم اس کے کوئی رشتہ دار تو نہیں ہیں کہ وہ ہم پر حملہ نہیں کرے گا - یہ ہمارے چند وزراء کی خوش فہمی ہے کہ ہماری باری نہیں آئے گی-بھائی ! کیا تمہارے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ ہوا ہے ؟ کوئی رشتہ ہے ان کے ساتھ یا کوئی تعلق ہے ؟ ہم ان کے کچھ بھی نہیں لگتے -خدا نے کہا ہے کہ یہ تمہارے رشتہ دار نہیں بن سکتے -یہ آپ پر آئیں گے -اب ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہمیں پاکستان کو کیسے بچانا ہوگا - ان کا مہلک ہتھیاروں کا ڈھنڈورا فرضی ڈھنڈورا تھا - عراق چیخ رہا ہے -اسے پتہ ہے کہ ہتھیار نہیں ہیں لیکن اس نے شور مچایا-یہاں انسپکٹر بھیج دیئے گئے - وہ بے غیرت ڈرپوک تھا- وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کہیں ہتھیار ہیں یا نہیں - اب اسے یقین ہو گیا ہے کہ ہتھیار نہیں ہیں - اس لئے اب وہ وہاں گھس آیا ہے - اگر اسے پتہ ہوتا کہ وہاں مہلک ہتھیار ہیں تو وہاں کبھی داخل نہ ہوتا -لیکن ہمارے بارے میں تو اسے قطعی یقین ہے کہ ہمارے پاس ایٹم بم ہے تو وہ اس ایٹم بم کو کیسے چھوڑے گا - میں آپ کا زیادہ قیمتی وقت نہیں لینا چاہتا - میرا خیال تھا کہ آج ہم بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے اور پھر اس پر اپنے خیالات کا تفصیلی اظہار کریں گے - بہرحال ہمارے دو فاضل مقررین نے تفصیل سے اس پر بحث کی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس کو پاکستان کے تحفظ ' بقاء ' سلامتی اور آزادی کا مسئلہ سمجھنا چاہیے - دشمن کو وہاں کس طرح روکا جائے ' اس کے بارے میں پورے عالم اسلام کو سوچنا چاہیے -

جناب والا ! اگر ہم سربراہ کانفرنس بلا سکتے ہیں تو اسلامی ممالک کی سربراہی کانفرنس بلائیں ۔پاکستان اس سلسلے میں پیش رفت کرے ۔ ہمارے جمالی صاحب اس کے میزبان بنیں ۔ اس کے لئے کوشش کریں ۔ تاریخ میں اپنی بقاء کا ' اپنی عزت و وقار کو بچانے کا یہ ایک اہم موقع ہے ۔ اس وقت ہمارے دوسرے سارے مسائل ثانوی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اب مزید جمہوری انداز میں آگے آئے اور اپوزیشن کے قریب آجائے ۔ ہمارے جو چھوٹے چھوٹے مطالبات L.F.O کے بارے میں ہیں ان کو فوری طور پر منظور کرے تاکہ پوری یکجہتی ' ہم آہنگی اور مکمل مفاہمت کے ساتھ ' جسد واحد بن کر سارے حالات کا سامنا کر سکیں ۔ میں یہاں یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلہ پر جلد بازی نہ کی جائے ۔یہ اجلاس جتنے دن چاہے جاری رکھیں ۔ کسی نے کہا کہ یہ آج بارہ بجے تک چلے گا۔ میں نے کہا کہ نہیں ' اسے چلنا چاہیے ۔لوگ دیکھتے ہیں کہ ہم اپنا فرض کس طرح پورا کرتے ہیں۔ اگر یہ اجلاس تین دن' چار دن' پانچ دن بھی چلانا پڑے تو چلائیں کیونکہ جب تک ہماری تشفی اور تسلی کے مطابق سب حالات پر بات نہ ہو جائے ' آپ اسے جاری رکھیں ۔بعد میں خدا کرے کہ ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرار داد پر راضی ہو جائیں ۔ مجھے امید ہے کہ ایسا ہوگا اور ہم ایک متفقہ اور مشترکہ قرار داد پاس کریں گے ۔وآخرو دعوانا ان الحمد اللہ رب العلمین ۔

جناب چیئرمین: جناب کامل علی آغا۔

ایک معزز رکن: جناب چیئرمین ! میں بھی اس موشن کے mover میں سے ایک ہوں۔

جناب چیئرمین: اس کے بعد انشاء اللہ۔

جناب کامل علی آغا: جناب چیئرمین ! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم ترین مسئلے پر بولنے کا وقت دیا۔ بات کچھ اس طرح ہے کہ گزشتہ بارہ سال میں ایک شبیہہ تشکیل دی گئی جس کا نام صدام حسین ہے۔ اس شکل کے پیچھے بہت سے گھناؤنے جرم بنائے گئے اور کہا گیا کہ یہ انسانوں کا دشمن ہے۔ یہ اپنی مخالفت کرنے والے قبائل کو در بدر کر دیتا ہے۔ یہ کردوں پر ظلم ڈھاتا ہے اور سینکڑوں انسانوں کو قتل کرتا ہے۔ ریکارڈ ثابت کرتا ہے کہ

بارہ سال محنت کر کے پھر مزید ایک سال کی تیاری کے بعد امریکہ نے محنت کر کے اس جنگ کی تیاری کی ، پلاننگ کی اور جس کا ثبوت پاکستان میں اگر آپ بلیک اینڈ وائٹ میں دیکھنا چاہیں تو پچھلے چھ ماہ سے امریکن لٹریچر گھروں میں بانٹا گیا اور پھر ایک پروگرام کے تحت اقوام متحدہ کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی۔ سکیورٹی کونسل کا اجلاس بلوایا گیا۔ قرارداد پیش کی گئی اور ہر روز کئی گھنٹے اس پر بحث کے بعد جب یہ دیکھا کہ یہاں سے legitimacy حاصل نہیں ہو سکے گی تو اس کو withdraw کر لیا گیا۔ پھر اقوام متحدہ کو، سکیورٹی کونسل کو supersede کرتے ہوئے عراق پر حملہ کیا گیا اور پھر ایک ڈرامائی انداز میں ، میں تو اس بات کو کچھ ایسے بھی لیتا ہوں کہ اقوام متحدہ کے کوفی عنان بھی امریکہ کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور انہوں نے کچھ اس طریقے سے ایک دن قبل ۱۹ مارچ کو اقوام متحدہ کے انسپکٹرز کو عراق سے واپس بلوا لیا اور ۲۰ تاریخ کو امریکہ عراق پر حملہ آور ہوا۔ جو اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ جو پلاننگ ایک سال سے کی جا رہی تھی۔ جس کی خود کوئی قانونی حیثیت نہیں تھی لیکن وہ عمل بلا جواز اور بلا کسی قانون کی پاسداری کرتے ہوئے ایک سال سے کیا جا رہا تھا اور کسی اسمبلی سے کسی کانگریس سے اس کو منظور نہیں کروایا گیا تھا۔

اس طریقے سے امریکہ نے وہ کردار ادا کیا جو عام طور پر ہمارے ہاں پنجاب میں چوہدری ادا کرتے ہیں کہ وہ کوئی کام کرتے ہوئے ، کوئی ظلم کرتے ہوئے ، کوئی زیادتی کرتے ہوئے کسی کی رائے لینا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ امریکہ نے تو اس تھانیدار کا کردار ادا کیا جو چوہدریوں کی بھی بات نہیں مانتا۔ فرانس ، جرمنی اور روس ، تمام چوہدری منہ تکتے رہ گئے اور امریکہ نے وہ قرار داد withdraw کر کے فی الفور عراق پر حملہ کر دیا ۔ اور صدام حسین کی جو شبیہہ تشکیل دی گئی تھی کہ اس کے پاس بڑے مہلک ہتھیار ہیں ، وہ جراثیمی ہتھیار استعمال کرے گا ، وہ کیمیائی ہتھیار تیار کرتا ہے ، اس کے پاس ایٹمی یورینیم سے بنے ہوئے ہتھیار ہیں ، لیکن آپ اگر تجزیہ نگاروں کی رائے پر غور فرمائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ عراق کے پاس تو ایک ہزار میٹر تک مار کرنے والے میزائلوں کے علاوہ کوئی میزائل بھی نہیں ہے۔ اس کے پاس ۲۹ ، ۱۹۵۲ء کے تیار کردہ جہاز ہیں ۔ اس کے پاس ۲۹ بحری جہاز نہیں بلکہ کشتیاں ہیں جن کو جنگی کشتیاں کہا جا سکتا ہے ۔ اس بے سر و سامانی والے ملک کے خلاف اگر اتنا پرتشدد ایکشن لیا جاتا ہے تو اس کے پیچھے بلاشبہ

وہی رائے ہے جو پورے عالم کی ، پوری دنیا کی رائے ہے ۔ جس رائے کا اظہار جرمنی میں عوام نے لاکھوں کی تعداد میں باہر نکل کر کیا اور اس جنگ کے خلاف ایک verdict دے دیا ۔ امریکہ میں ، واشنگٹن میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ باہر نکلے ۔ لندن میں پندرہ سولہ لاکھ انسانوں نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور انہوں نے اپنے ہاتھوں میں جو کتبے اٹھا رکھے تھے ان پر تحریر تھا کہ یہ جنگ اقتصادیات کی جنگ ہے ۔ یہ جنگ وہ جنگ ہے کہ جس کے ذریعے امریکہ عراق کے تیل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے ۔ یہ رائے پوری دنیا کے عوام نے دے دی اور verdict دے دیا ۔ لیکن اس کے باوجود امریکہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی ۔ جناب چیئرمین ! یہ جو باتیں ہو رہی ہیں کہ اگلی باری کس کی ہوگی ؟ اب کس کی باری آئے گی ؟ لوگ کہتے ہیں کہ آواز خلق نقارہ خدا ۔ یہ الگ بات ہے کہ پہلی کوریا کی آجائے ، دوسری ایران کی آجائے ، تیسری پاکستان کی آجائے یا پھر پہلی پاکستان کی آجائے لیکن یہ یقین کر لیجئے کہ باریاں ضرور کہیں لگ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین ! اس پورے واقعہ میں اقوام متحدہ کا کردار یہ رہا ہے کہ وہ خود امریکہ کو facilitate کرتا رہا ہے ایک سپر پاور باور کرانے کے لئے ۔ اقوام متحدہ دنیا کے ممالک پر پابندی لگاتا ہے کہ فلاں رینج کے میزائل ، فلاں سائز کے ٹینک ، اتنی دور مار کرنے والے میزائل ، اتنی پاور کے جہاز اور اتنی انرجی کے بم سے زیادہ نہیں بنایا جا سکتا ۔ کیمیائی ہتھیار نہیں بنائے جاسکتے ، نیپام بم نہیں چلایا اور بنایا جاسکتا ۔ یورینیم سے کسی قسم کا ہتھیار تشکیل نہیں دیا جا سکتا۔ ایٹمی توانائی کو اسلحہ بنانے کے لئے استعمال نہیں کیا جا سکتا لیکن یہ سارے تعین کرنے کے بعد ، پابندیاں لگانے کے بعد اقوام متحدہ کس قانون کے تحت امریکہ کو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ وہ اس سے بڑے جہاز اور یورینیم سے افزودہ ہتھیار ، نیپام بم اور پھر کیمیکل ہتھیار ، جن کے شواہد مل چکے ہیں کہ عراق میں بھی امریکہ نے استعمال کئے اور استعمال کرنے کی دھمکیاں بھی دے رہا ہے ۔

جناب چیئرمین ، اس بات پر پوری دنیا احتجاج کر رہی ہے کہ جو الفاظ جنگ شروع ہونے کے بعد جناب کوفی عنان سیکریٹری جنرل United Nations استعمال فرما رہے ہیں وہ legitimacy دے رہے ہیں ان acts کو جو امریکہ نے عراق کے اوپر حملے کے بعد کئے ہیں۔ جناب چیئرمین ، بلاشبہ ہمیں اس بات پر سوچنا ہوگا ، احتجاج کرنا ہوگا اور نئے قوانین اور نئے چارٹر

کے لئے اقوام متحدہ سے مطالبہ کرنا ہوگا بصورت دیگر اگر یہ تھانیداری چلتی رہی تو بلاشبہ ایک باری پاکستان کی بھی آئے گی۔ ہمیں کھلی آنکھوں سے دیکھنا ہے۔ اگر ہم آج کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھیں گے تو کل ہمیں پچھتانا پڑے گا۔ جناب چیئرمین، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ پاکستان میں جو رویے اختیار کئے جا رہے ہیں ان سے ہمیں ہٹنا ہوگا۔ اور آج جو رویہ پروفیسر خورشید احمد صاحب اور محترم مولانا سمیع الحق صاحب نے اختیار کیا ہے اس کو ہم نے آگے بڑھانا ہوگا۔ میں appreciate کرتا ہوں ان کے رویے کو، ہمیں جمہوریت کے راستے میں روڑے اٹکانے کی بجائے اس جہوریت کی گاڑی کو آگے بڑھانا چاہیئے اور آج اسی بات کا نتیجہ ہے کہ ہم اپوزیشن اور حکومتی بنچ ایک موقف پر بات کر رہے ہیں اور ڈٹ کر بات کر رہے ہیں۔ یہ کسی طور پر بھی ممکن نہ ہوتا اگر آج سینیٹ اور ان اسمبلیوں کا وجود نہ ہوتا۔

جناب والا، میں یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت پاکستان کا موقف انتہائی واضح ہے، آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہو سکا تھا۔ یہ ٹھیک ہے جو مشاہد حسین صاحب بات کرتے ہیں لیکن وہ حالات اور آج کے حالات بہت مختلف ہیں۔ آج ہمیں اگر سفر کا تعین کرنا ہے تو افغانستان سے کرنا ہے۔ افغانستان پر ہمارا جو موقف تھا اس کے بعد اگر آج ہم عراق پر حکومت پاکستان کا موقف دیکھیں تو ہم نے بڑے فاصلے طے کر لئے ہیں، بڑی جرات کا مظاہرہ کیا ہے اور بڑے حوصلے کی بات ہے کہ حکومت پاکستان نے اور وزیر اعظم جمالی نے چین میں جو موقف اختیار کیا اور اس کے بعد جو مشترکہ بیان سامنے آیا وہ بڑا واضح تھا کہ عراق پر حملہ بلاجواز ہے۔ اس جنگ کو فوراً بند کیا جائے۔ اس جنگ کو روکا جائے۔ اس سے واضح موقف میں سمجھتا ہوں امریکہ کے خلاف آج تک پاکستان کی کسی حکومت کا نہیں رہا۔ میں appreciate کرتا ہوں حکومت پاکستان کو اور مجھے اس بات کی بھی اجازت دیں کہ میں appreciate کروں صدر مشرف کے اس act کو بھی جو انھوں نے Russia کا دورہ کر کے ادا کیا اور اس کے بعد NAM Conference میں انہوں نے جو موقف اختیار کیا، وہ بڑا واضح تھا اور آج اس بات پر بھی میں وزیر اعظم جمالی کو appreciate کرتا ہوں کہ انھوں نے امریکہ کا دورہ منسوخ کر کے پاکستان کے فائدے میں اس بات کو بہتر سمجھا کہ وہ چین کا دورہ کریں۔ میں appreciate کرتا ہوں اس موقف کو بھی کہ جو ہمارے وزیر خارجہ نے رجسٹریشن کے مسئلے پر امریکہ میں اختیار کیا۔

ہمیں اپنے اس انداز کو آگے بڑھانا ہو گا۔

جناب والا! ہمیں اپنے قومی معاملات میں اور بالخصوص عالم اسلام کے معاملات میں اور مسلمانوں کے معاملات میں بڑے واضح موقف اختیار کرنا ہوں گے اور ہمیں یہ انداز فکر اپنانا ہو گا جو آج ہماری حکومت اپنائے ہوئے ہے ۔ ایک طرف امریکہ فلسطینی مسلمانوں کے خلاف کھلی جارحیت کو برداشت کر رہا ہے، کشمیریوں پر سات لاکھ بھارتی افواج کے ظلم و بربریت کو برداشت کر رہا ہے ۔ تیسری طرف چیچنیا اور بوسنیا کے مسلمانوں کو، جن کی تیس تیس ہزار کی مشترکہ قبریں بنائی گئیں، اس ظلم کو برداشت کر رہا ہے اور یہاں پر سینکڑوں ہزاروں مسلمانوں کو عراق میں ذبح کیا جا رہا ہے، یہ طریقہ، یہ انداز اور یہ دھوکہ دہی اب دنیا میں نہیں چل سکتی ۔

جناب والا! ہمیں اس ہاؤس کی ایک کمیٹی تشکیل دینی چاہیئے جو ایک resolution draft کرے اور وہ resolution اس ہاؤس کا مشترکہ resolution ہو ۔ اس کو unopposed منظور کیا جانا چاہیئے۔ وہ بڑا واضح قسم کا مؤقف ہو اور بالکل ویسا مؤقف ہو جو حکومت پاکستان کا مؤقف ہے۔ بہت بہت شکریہ۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

جناب چیئرمین: شکریہ آغا صاحب۔

I think certain speakers have also expressed a desire to talk tomorrow.

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین ! میں آپ کی اجازت سے اس ایوان کے ایک بہت پرانے رکن ہونے کی حیثیت سے بھی آپ سب کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹ یا پارلیمنٹ کے آداب میں یہ بات ہے کہ جب کوئی مقرر بول رہا ہو تو اس کے سامنے سے نہیں گزرا جاتا ۔ ہمیں ان چیزوں کا احترام کرنا چاہیئے۔ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اگر تھوڑا سا ہم جھک کر دوسری side سے نکل جائیں۔اس ایوان کے آداب میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ جو بھی بول رہا ہو، ہم اس کا احترام کریں، اسے سنیں ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اب House کو adjourn کرتے ہیں، کل صبح انشاء اللہ دس بجے ملیں گے۔ شکریہ۔

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔

(The House then ad journed to meet again at 10.00 a.m.on Friday

28th March,2 003)